تسبيق تقاطات

اجازه فی ذکر جهاز
دائره البشاره فی ذکر اشاره
قصاید

بدر چاچ

الاجازه فی الذکر الجهر المجازه

دلائل البشارة فی مسائل الاشارة

وقت شفاعة سید المرسلین

قصاید بدر چاچ

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال

کیا فرماتے ہین علمائے دین مفتیان شرع متین کہ ہمارے ملک سندہ مین اور نیز بمبئی
مین قدیم الایام سے یہ مروج ہے کہ جنازہ کے آگے آگے کلمہ طیبہ لا اله الا الله محمد
رسول الله کا ذکر کرتے ہوئے چند آدمی میت کو قبرستان تک لیجاتے ہین اور قبرستان
پہنچکر اوس کا ثواب اوس میت کو بخشدیتے ہین اور جب واپس لوٹتے ہین تو اسیطرح کلمہ طیبہ
پڑہتے آتے ہین اور اوس کا ثواب میت کے مکان پر پہنچکر اوسکو بخشدیتے ہین آیا اس کلمہ
ذکر میت کے اگے اور واپسی کیوقت جہر سے پڑہنا جائز ہے یا نہین اور میت کو اوس سے
کچھ ثواب پہنچتا ہے یا نہین اور جو شخص اسے کفر و شرک یا حرام قطعی کہے اور مسلمانون کو اوسکے باعث
کافر سمجھے وہ
جانتے وہ خاطی ہے یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب ومن الله تعالی الهدایة الی الحق والصواب

دلیل اول

ذکر الله ذکر شریف مذکور السوال جائز ہے بچند دلایل شرعیہ الله تعالی ارشاد فرماتا ہے
کا ہر حال و ہر وقت موجب نزول رحمت و برکت ہے الله تعالی ارشاد فرماتا ہے
یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم الخ تفسیر روح البیان مین اس آیة شریفہ کی
تفسیر مین ہے نعت لاولی الالباب ای یذکرونه دائما علی الحالات کلها قائمین
وقاعدین ومضطجعین فان الانسان لایخلو عن هذه الهیئات غالبا
اور تفسیر ابو سعود مین اسکی تفسیر یون کی ہے والمراد تعمیم الذکر للاوقات

وتخصیص الاحوال المذکورة لیس لتخصیص الذکر بها بل لانها الاحوال المعهودة
التی لایخلو عنها الانسان غالبا انتهی اور تفسیر کبیر مین ہے المراد منه کون
الانسان دائم الذکر لربه فان الاحوال لیست الا هذه الثلاثة ثم لما
وصفهم بکونهم ذاکرین فیها کان ذلك دلیلا علی کونهم مواظبین علی الذکر
غیر فاترین عنه البتة انتهی حاصل اس آیة شریفہ کا مع تفسیر یہ ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ
ہر حال اپنے مولی کریم کا ذکر کرتا رہے اور اوسکے ذکر سے کبھی غافل نہ ہو کیا کھڑے ہوئے اور
کیا بیٹھے ہوئے اور کیا لیٹے ہوئے اور کیا چلتے ہوئے ہر حال اوسی کا ذکر شریف کرے اور زبانکو
اوسمین تر رکھے پس صورت مسئولہ بھی اوسمین شامل ہے اسوقت کون منع کر سکتا ہے اور اوسکو
کون اس ذکر کی افراد سے نکال سکتا ہے **دلیل دوم** ذکر شریف سے مؤمنین کو سرور و
فرحت ہے منکرین منافقین اہل شرور پر عذاب ونقمت ہے مسلمانونکے دل اسکے سننے سے آرام
پاتے ہین اور کفار نا ہنجار اس سے رنج اور غیر ذکر خدا سے خوش ہوتے ہین روح البیان مین ہے
الذین امنوا وتطمئن قلوبهم وآرام می یابد دلهائے شان بذکر الله اذا سمعوا ذکر
الله احبوه واستأنسوا به ودخل فی الذکر القرآن فالمؤمنون یستأنسون بالقرآن
وذکر الله الذی هو الاسم الاعظم ویحبون استماعهما والکفار یفرحون بالدنیا
ویستبشرون بذکر غیر الله **الا** بدانید کہ بذکر الله **تطمئن القلوب** قلوب
المؤمنین ویستقر الیقین فیها فقلوب العوام تطمئن بالتسبیح والثناء الخ اس
اس آیہ کریمہ مع تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جہر ذکر سننے سے مسلمانون کے دل خوش ہوتے ہین اور اوسسے
آرام پاتے ہین پس صورت مسئولہ مین بھی جبکہ یہ اوس ذکر کے افراد سے ہے میت اور مسلمانون کے
دل خوش ہونگے ہان اگر جسکا دل اس سے نہ خوش ہو اوسکو چاہیئے کہ اپنے کان بند کر لیوے۔
دلیل سوم تفسیر روح البیان مین ہے یا ایها الذین امنوا اذکروا الله بما هو
اهله من التهلیل والتحمید والتکبیر ونحوها ذکرا کثیرا فی جمیع الاوقات لیلا
ونهارا صیفا وشتاء وفی عموم الامکنة برا وبحرا سهلا وجبلا وفی کل الاحوال حضرا وسفرا
صحة وسقما سرا وعلانیة قیاما وقعودا وعلی الجنوب وفی الطاعة بالاخلاص یعنی ...

والتوفيق وفي المعصية بالامتناع منها وبالتوبة والاستغفار وفي النعمة بالشكر وفي
الشدة بالصبر فانه ليس للذكر حد معلوم كسائر الفرائض ولا لتركه عذر مقبول
الا ان يكون المرأ مغلوبا على عقله وسبحوه بكرة واصيلا اي اول النهار واخره
وقد يذكر الطرفان ويفهم منهما الوسط فيكون المراد سبحوه في جميع الاوقات
خصوصا في الوقتين المذكورين المفضلين على سائر الاوقات لكونهما مشهودين
وافراد التسبيح من بين الاذكار لكونه العمدة فيها من حيث انه من باب التحلية
انتهى مختصرا يعنے مسلمانون کو چاہیے کہ ہر وقت رات دن صبح و شام چلتے پھرتے آہستہ اور
پکار کر ہمیشہ اللہ تعالی کا ذکر شریف کرتے رہین اور کسی وقت اوس سے غافل نہون اور یہ ذکر
چاہیے لا الہ الا اللہ سے ہو یا سبحان اللہ والحمد للہ وغیرہ اذکار سے ہو ہر طرح سے
ذکر ہے اوس سے زبان کو مسلمان بند نہ رکھین ہر وقت ذکر کرتے رہین پس صورت مسئولہ بھی اسمین
شامل ہے اوسوقت بھی مسلمان جسطرح ذکر کرینگے جائز و درست واقع ہوگا۔ **دلیل چہارم**
عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان لله ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما يذكرون
الله تنادوا هلموا الى حاجتكم قال فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا فيسألهم
ربهم وهو اعلم بهم مايقول عبادي قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويمجدونك
قال فيقول هل رأوني قال فيقولون لا والله ما رأوك قال فيقول كيف لو رأوني
قال فيقولون لو رأوك كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجيدا واكثر لك تسبيحا
قال فيقول فما يسألون قالو يسألونك الجنة قال يقول وهل رأوها فيقولون
لا والله يا رب ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو انهم رأوها
كانوا اشد عليها حرصا واشد لها طلبا واعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون
قال يقولون من النار قال يقول فهل رأوها قال يقولون لا والله يا رب
ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو رأوها كانوا اشد منها فرارا

الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جليسهم
رواه البخاری یعنی اللہ کے فرشتے راستون مین ذکر شریف کرنیوالونکو تلاش کرتے پھرتے ہین
پس جب ذکر کرنیوالون کو معلوم کرتے ہین تو ایک دوسرے کو بلاتے ہین کہ آؤ اپنی حاجت پوری
ہوئی یعنی ذاکرین معلوم ہوئے پس اونکو اپنے پرون سے ڈھانپ لیتے ہین پھر پوچھتا ہے اونسے
اللہ تعالی اور وہ زیادہ جانتا ہے اونسے کیا کہتے تھے میرے بندے فرشتے اللہ تعالی کو جواب
دیتے ہین کہ تیرا ذکر کرتے تھے اللہ سبحانہ و تعالی اونسے کہتا ہے کیا مجھکو اون بندون نے دیکھا ہے
وہ کہتے ہین نہین اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھکو دیکھتے تو کیسے ہوتے وہ کہتے ہین کہ اگر
تجھکو دیکھتے تو تیری عبادت اور تیرا ذکر اس سے بھی زیادہ کرتے پھر اللہ تعالی اونسے سوال کرتا ہے
وہ کیا مجھ سے مانگتے تھے وہ جواب دیتے ہین کہ جنت اللہ تعالی فرماتا ہے کیا جنت اونہون نے
دیکھی ہے وہ کہتے ہین نہین دیکھی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اگر اوسکو دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر دیکھتے تو
بہت اوسکی طلب مین کوشش کرتے پھر اللہ تعالی اونسے پوچھتا ہے کہ کس چیز سے وہ پناہ
مانگتے تھے وہ کہتے ہین کہ دوزخ کی آگ سے اللہ تعالی فرماتا ہے کیا اونہون نے آگ دوزخکی دیکھی ہے
وہ کہتے ہین نہین یارب اللہ تعالی کہتا ہے کہ اگر اوسکو دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر اوسکو دیکھتے تو بہت
اوس سے ڈرتے اور بھاگتے پس اللہ تعالی فرشتون کو ارشاد فرماتا ہے کہ مین تم کو گواہ کرتا ہون
کہ البتہ مین نے اونکو بخشدیا پھر ایک فرشتہ کہتا ہے فلان آدمی اون مین ذاکر نہ تھا اللہ تعالی فرماتا ہے
کہ یہ وہ لوگ ہین کہ اونکے ساتھ بیٹھنے والا آدمی کبھی محروم نہین ہوتا لہذا وہ بھی بخشا گیا فقط
پس اس سے صورت مسئولہ کا جواز ظاہر ہے کہ ان ذاکرین کو بھی اللہ تعالی اپنے فضل کامل و رحم
شامل سے بخشدیگا اور اونکے ہمراہی یعنی میت کو بھی ضرور بخشدیگا **دلیل پنجم** عن ابی الدرداء
رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير
اعمالكم وازكها عند مليككم وارفعها في درجاتكم وخير لكم من انفاق الذهب
والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم ويضربوا اعناقكم
قالوا بلى قال ذكر الله رواه مالك واحمد والترمذی وابن ماجة یعنی سب

شامل ہو اس سے بھی میت کو ضرور فائدہ ہوگا۔ **دلیل ششم** عن انس رضی اللہ تعالے
عنہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا
قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواہ الترمذی یعنی حضور اعلی اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب باغات جنت سے گذر کرو تو اوس سے نفع و فائدہ اوٹھاؤ صحابہ کرام نے
عرض کی کہ کہاں ہین باغ جنت کے حضور پرنور نے ارشاد فرمایا ذکر کے حلقے پس صورت مسئولہ
مین بھی چند آدمی ملکر ذکر کرتے ہوئے میت کو لیجاتے ہین یہہ بھی حلقہ مین شامل ہے **دلیل
ہفتم** عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ کان یقول لکل شئ صقالة وصقالة القلوب ذکر اللہ وما من
شئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا
ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع رواہ البیہقی فی دعوات الکبیر یعنی دلون کی
صفائی کیواسطے ذکر الہی سے کوئی شے بڑہکر نہین اور اسیطرح عذاب کے دفع کرنے مین بھی
ذکر سب چیزون سے بڑہکر دافع ہے پس صورت مسئولہ کا ذکر بھی بیشک عذاب سے میت
کو نجات اور خلاصی دیگا **دلیل ہشتم** امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی
نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین بعد ذکر اقوال مختلفہ کراہت تنزیہی و تحریمی
کی اپنی تحقیق انیق سے فرماتے ہین لکن بعض المشائخ جوزوا الذکر الجہری ورفع
الصوت بالتعظیم وبغیر التغیر بادخال حرف فی خلالہ قدام الجنازة
وخلفہا لتلقین المیت والاموات والاحیاء وتنبیہ الغفلة والظلمة وازالة
صداء القلوب وقساوتہا بحب الدنیا وریاستہا انتہی یعنی بعض مشائخ کرام نے
جہر ذکر کو جنازہ کے آگے اور پیچھے جائز فرمایا ہے کہ اس سے میت اور مردون اور زندونکو
تلقین ہووے اور غافلون کے دلون سے اس ذکر شریف سے غفلت دور ہووے
دلیل نہم لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ مین قطب ربانی امام
شعرانی شافعی رح فرماتے ہین وکان سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ یقول
اذا علم من الماشین مع الجنازة انہم لا یترکون اللغو فی الجنازة ویشتغلون
باحوال الدنیا فینبغی ان نامرہم یقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فان ذلک
افضل من ترکہ ولا ینبغی لفقیہ ان ینکر ذلک الا بنص او اجماع فان مع
المسلمین الاذن العام من الشارع بقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کل وقت شاؤا ویاللہ العجب من عمی قلب من ینکر مثل ہذا الخ یعنی امام شعرانی کر
شیخ حضرت علی خواص رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جب معلوم ہو کہ جنازہ کے ہمراہ لوگ
طرح طرح کے بیہودہ باتون مین مشغول ہین تو ہم مشائخ اور علما کو چاہیے کہ اونکو لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ بولنے کا حکم کرین اور کسی فقیہ کو لائق نہین کہ وہ اس کا انکار کرے
مگر ساتھہ نص یا اجماع کے کیونکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بولنے کا مسلمانون
کو اذن عام ہے شارع علیہ السلام سے ہر وقت جب چاہین اور بڑا تعجب ہے اوس
اندھے دل سے جو اس کا انکار کرے **دلیل دہم** کتاب عہود المشائخ مین امام
شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین قال ولا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیئا ابتدعہ
المسلمون علی جہة القربة الی اللہ تعالی وراؤہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا
فی ہذہ العہود لا سیما ما کان متعلقا باللہ تعالی ورسولہ علیہ السلام
کقول الناس امام الجنازة لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ او قراءة احد
القرآن امامہا ونحو ذلک فمن حرم ذلک فہو قاصر عن فہم الشریعة لانہ
ما کل ما لم یکن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون مذموما
وقد درج النووی رحمہ اللہ تعالی ان الکلام خلاف الاولی فقط واعلم انہ
لو فتح ہذا الباب لردت اقوال المجتہدین فی جمیع ما استحبوا من المحاسن
ولا قائل بہ وقد فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلماء امتہ ہذا
الباب واباح لہم ان یسنوا کل شئ استحسنوہ ویلحقوہ بشریعة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ علیہ الصلوة والسلام من سن سنة حسنة
فلہ اجرہا واجر من یعمل بہا وکلمة لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکبر
الحسنات فکیف یمنع منہا وتامل احوال غالب الخلق الآن فی الجنازة تجدہم

مشغولین بحکایات الدنیا لم یعتبروا بالمیت وقلبہم غافل عن جمیع ما وقع لہ
بل رأیت منہم من یضحک واذا تعارض عندنا مثل ذلک وکون ذلک لم یکن
فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدمنا ذکر اللہ عز وجل بل کل حدیث
لغوا ولی من حدیث ابناء الدنیا فی الجنازۃ فلو صاح کل من فی الجنازۃ بلا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ فلا اعتراض ولم یاتنا فی ذلک شیٔ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلو کان ذکر اللہ تعالیٰ منہیا عنہ لبلغنا ولو فی حدیث
کما بلغنا فی قراءۃ القران فی الرکوع فافہم وشیٔ سکت عنہ الشارع اوایل
الاسلام لا یمنع منہ اواخر الزمان وبالجملۃ فلا یجترئ علی امر الناس
بترک قول لا الہ الا اللہ الا ان یجد فی ذلک حدیثا یمنع من ذلک انتہی
یعنی امام شعرانی کے شیخ حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نہ قدرت دیوین کسیکو
ہمارے بہائیون سے کہ وہ انکار کرے اوس چیز کا جسکو مسلمانون نے نیک سمجھکر نکالا ہو خصوصًا
وہ چیز جو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو جیسا کہ کہنا لوگون کا آگے جنارہ کے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا کوئی شخص قرآن شریف اوسکے آگے پڑھے اور جو اوسکو
منع کرتا ہے وہ شریعت سمجھنے سے عاجز ہے اسواسطے کہ یہ کچھہ ضرور نہین کہ جو چیز حضور پر نور صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہو وہ بری ہو اور اوس کا کرنا ناجائز ہو اگر ایسا ہو تو بہت سے اقوال
مجتہدین کے رد ہو جائینگے کیونکہ اونھون نے بہت سی چیزین جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین نہ تھین اوسکو مستحسن جانا ہے بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت
کے علماء کو اچھی چیزین نکالنے کی اجازت فرمائی ہے اپنے فرمان عالی شان سے کہ جس شخص
نے کوئی طریقہ اچھا نکالا تو اوسکو اوسکے نکالنے اور اوسپر لوگون کے عمل کرنے کا اجر ملیگا
اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تو سب نیکیون سے بڑہکر نیکی ہے پس اسے
کسطرح منع کیا جاوے اور تو اکثر لوگونکا حال اس زمانہ مین دیکھ کہ جنازہ کے ساتھ کیسی دنیاوی
باتون مین مشغول ہوتے ہین اور میت سے عبرت نہین پکڑتے اور دل ان کے اس سے
غافل ہین بلکہ بعض کو تو اون مین دیکھا مین نے ہنستے ہوئے جاتے ہین پس جب لوگون کا اس

زمانہ مین ایسا حال ہے تو ہمکو اس بات پر عمل کرکے کہ یہ کلمہ زمانہ سابق مین میت کے ساتھہ
پکارکر نہین پڑہا جاتا تھا اسکے ناجائز ہونے کا حکم دینا درست نہین بلکہ اس کے جواز ہی کو
مقدم کرنا چاہیے اور اسکے جواز ہی کا حکم دینا چاہیے بلکہ ہر حدیث وبات لغو بہتر ہے باتون اہل
دنیا سے پس اگر تمام لوگ چلا اوٹھین ہمراہ جنازہ کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوے تو کوئی اوپر
اعتراض نہین ہے اور ہم کو اس بارہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز موجب منع نہین آئی
پس اگر ذکر اللہ تعالی کا منع ہوتا تو ہمکو ضرور کوئی حدیث پہنچتی اسکی ممانعت مین اس بات کو اچھی طرح
سمجھہ رکھ اور جس چیز سے شارع نے اوایل اسلام مین سکوت کیا ہو اوسکو اواخر اسلام مین
منع نہ کرنا چاہیے حاصل کلام یہ کہ نہین جرات کرنا چاہیے اوپر بند کرانے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کے آگے جنازہ کے مگر اوسوقت کہ پاوے کوئی حدیث منع کرنیوالی اس سے اور منع مین کوئی
حدیث اصلا وارد نہین فقط اس عبارتسے علامہ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالی سے صاف ظاہر ہے کہ
پڑہنا کلمہ شریف کا آگے جنازہ کے امر مستحسن ہے جو منع کرے اس سے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے
اسکی ممنوعیت مین کچھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد نہین اصلا- اب رہا یہ خدشہ کہ بعض
فقہا نے جنازہ کے ساتھہ رفع صوت مطلقا یعنی آواز بلند کرنیکو خواہ بذکر اللہ ہو یا بغیر ذکر اللہ مکروہ لکھا ہے
اور امر جائز جب مقرون بالکراہت ہو تو اوسکو ترک کر دینا چاہیے اسکا جواب اولا یہہ ہے کہ یہہ
کراہت باعتبار زمانہ سلف کی ہے اسواسطے کہ اوس زمانہ مین جب کوئی مرجاتا تھا تو وہ لوگ اوسکی
غم مین ایسے شریک ہوتے تھے کہ خویش وبیگانہ مین تمیز نہ رہتی تھی اور بسبب کثرت تفکر موت کے اونکو
زیادہ بات کرنے پر قدرت نہ ہوتی تھی بلکہ زبانین اونکی گونگی ہو جاتی تہین ہر کلام سے قرآن ہو
یا اور کچھہ ذکر تو بلند کرنا آواز کا مطلقًا چونکہ اونکے اس حال کے منافی اور خلل انداز تفکر موت
تھا مکروہ جانا گیا اور اس زمانہ کا ایسا حال نہین ہے کما ھو مشاھد اور امام شعرانی رحمہ اللہ
تعالی اپنے زمانہ کی شہادت دیتے ہین کہ لوگ جنازہ کے ساتھ غافل ہنستے کھیلتے جاتے ہین جیسا کہ
سابقا نقل کیا گیا تو باعتبار اس ہمارے زمانہ کے یہہ کراہت منتفی ہے لان الاحکام تدور مع
عللہا اور ذکر بالجہر بلا کراہت جائز بلکہ اولی ومتضمن فواید کثیرہ ہے جیسا کہ علامہ شیخ عبد الغنی
نابلسی رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا گیا ہان اگر اس زمانہ مین بھی جنازہ کے ساتھہ والون کا حال

مثل زمانہ سلف کے ہو تو اونکے واسطے بھی ذکر وقرات وغیرہ برفع صوت مکروہ ہی قطب ربانی امام
شعرانی رحمہ اللہ عہود مشائخ مین لکھتے ہین وانما لم یکن الکلام والقراءۃ اوالذکر امام الجنازۃ
فی عہد السلف لانہم کانوا اذا مات لہم میت اشترکوا کلہم فی الحزن علیہ حتے
کان لایعرف قرابۃ المیت من غیرہ فکانوا لایقدرون علی النطق الکثیر لماہم
علیہ من ذکر الموت بل خرست السنتہم عن کل کلام ولو قرانا وذکرا فاذا وجدنا
جماعۃ بھذہ الصفۃ فلك یا اخی علینا ان لا نامرھم بقراءۃ ولاذکر الخ اور علامہ
شیخ عثمان بجیرمی رح شرح اقناع کے حاشیہ کی دوسری جلد مین فرماتے ہین (ذکرہ لغط فی الجنازۃ)
قولہ لغط ای رفع صوت ولو بقرآن اوذکر اوصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی قال وہذا باعتبار
ماکان فی الصدر الاول والا فالآن لاباس بذلک لانہ شعار المیت لان ترکہ مزریۃ بہ ولو قیل
بوجوبہ لم یبعد وکما نقلہ المدابغی رح انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ کراہت زمانہ سلف مین تہی اور اس
زمانہ مین تو ذکر اور قراۃ قرآن مجید اور درود شریف وغیرہ بلند آواز سے جنازہ کے ساتھہ پڑہنا جائز
بلاکراہت ہی کیونکہ یہہ شعار میت ہوگیا ہے اس زمانہ مین لہذا اسکے ترک سے میت کی حقارت ہوتی ہی
چنانچہ اسی باعث بعض علماء اسکو وجوب کے قائل ہوگئے ہین جیسا کہ علامہ شیخ مدابغی رحمہ اللہ نے
اسکو نقل کیا ہی اور نظایر اسکی کلام فقہا مین بہت ہین ازانجملہ یہہ ہی کہ لکھنا سورتون
کے نامون کا وعدد آیات کا زمانہ سلف مین نہ تھا اور اب باوجود بدعت ہونیکے مستحسن جانا ہے
بنظر فائدہ خاص وعام فتاوی عالمگیری مین ہے لاباس بکتابۃ اسامی السور وعدد الای
وھو وان کان احداثا فھو بدعۃ حسنۃ وکم من شیئ کان احداثا وھو حسن وکم
من شیئ یختلف باختلاف الزمان والمکان الخ ازانجملہ تجصیص قبور
کتابۃ علی القبور ہے کہ نہی اوسمین وارد ہے اور فقہانے مکروہ لکھا ہی باوجود اسکے اس زمانہ
بنظر بعض فوائد مستحسن جانا ہے جیسا شامی مین ہی نعم فی الامداد عن الکبری والیوم
اعتادوا التسنیم باللبن صیانۃ للقبر عن النبش ورأوا ذلك حسنا وقال صلی اللہ علیہ
وسلم ما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن اھ انتہی اور درمختار مین جنائز سراجیہ
سے منقول ہے لاباس بالکتابۃ ان احتیج الیہا حتی لایذہب الاثر ولا یمتھن اور

علامہ

علامہ شامی نے اسکے ماتحت لکھا ہے قولہ لاباس بالکتابۃ الخ لان النہی عنہا وان
صح فقد وجد الاجماع العملی بہا فقد اخرج الحاکم النہی عنہا من طرق ثم قال ھذہ
الاسانید صحیحۃ ولیس العمل علیہا فان ائمۃ المسلمین من المشرق الی المغرب مکتوب
علی قبورھم وھو عمل اخذ بہ الخلف عن السلف اہ انتہی اسپر سے خیال کرنا چاہیے
کہ جب امر مکروہ نہی عنہ بنہی صریح وارد وحدیث صحیح باستحسان وعمل مسلمین مستحسن ہوگیا تو پھر ذکر
کلمہ شریف جنازہ کے ساتھ جسمین کوئی نہی وارد نہین بلکہ اذن عام ثابت ہے کیون بنظر فواید مذکورہ
باستحسان مسلمین مستحسن نہ ہوا اور استحسان اس کا بتصریح امام شعرانی رحمہ اللہ ثابت ہے چنانچہ
عہود المشائخ مین لکھتے ہین فمما احدثہ المسلمون واستحسنوہ قولہم
امام الجنازۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ او وسیلتنا الی اللہ یوم العرض
علی اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحو ذلك فمثل
ھذا لا یجب انکارہ فی ھذا الزمان لانہم ان لم یشتغلوا بذلك اشتغلوا بحدیث
الدنیا وذلك لان قلبہم فارغ من ذکر الموت بل رأیت بعضہم یضحك امام الجنازۃ
ویمزح انتہی اور ازانجملہ رفع صوت عند القتال ہے اسکو بھی مکروہ لکھا ہی
اور پھر بنظر بعض فوائد مستحسن جانا ہی چنانچہ شیخ عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین
تحریر فرماتے ہین کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرھون رف
الصوت عند ثلاثۃ القتال وفی الجنازۃ والذکر پھر بعد اسکے لکھتے ہین وفی جا
الشروح وفی الحدیث لاتتمنوا لقاء العدو فان لقیتموھم فاثبتوا واذکروا فا
اجلبوا وصیحوا فعلیکم بالصمت وکانت الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاجل ذلك یکرھو
الصوت عند القتال انتہے ولو رفع الغزاۃ اصواتہم بالتکبیر ونحوہ لاذھاب الا
وتشجیع القلوب کان حسنا ولا کراھۃ فیہ انتہی اور ازانجملہ تکبیر عید بغ
ونفل نماز پڑھنا ہے قبل نماز عید کے اور بعد نماز عید کے عیدگاہ مین اسکو بھی مکروہ لکھا ہے
باوجود اسکے عوام کو رخصت دیگئی ہے چنانچہ درمختار مین لکھا ہے ولا یکبر فی طریقہا
ولا یتنفل قبلہا مطلقا وکذا لا یتنفل بعدھا فی مصلاھا فانہ مکروہ عندا

ہوتا بھی لازم نہین بلکہ بعض بدعات بتصریح علمار شریعت واجبات سے ہین چہ جاے مندوب
اسیواسطے بعض محققین نے فرمایا کہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ روز موت مشابہ ہے ساتھ روز حشر
ظہور حکم الہی ہین اور اوس روز کے حق مین اللہ تعالے فرماتا ہے وخشعت الاصوات
للرحمن فلا تسمع الا ھمسا اسواسطے اوس روز کو یاد کرکے خاموش رہنا افضل ہے حاصل
کلام یہ ہی کہ کراہت تنزیہی راجح ہی جسکا مرجع خلاف اولی ہے اور خلاف اولی منافی جواز نہین اور
کراہت تحریمی مرجوح ہی بسبب مرجوحیت اوسکی دلائل کی اور قول مرجوح قابل فتوی نہین جیسے
کتب فقہیہ مین مصرح ہی اور **ثالثا** یہہ کہ مراد کراہت رفع صوت عند الجنائز سے بقول بعض فقہا کے
نوحہ اور دعا ہے واسطے میت کے بعد شروع نماز جنازہ کے اور یا مراد افراط فی المدح ہی مثل
عادت جاہلیت کے کیونکہ اصل مدح وثنار میت مکروہ نہین ہے تو پہر کلمہ شریف پڑہنا غیر حالت
صلوۃ مین کیونکر مکروہ ہوسکتا ہی جیسا کہ علامہ شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا ہی واما رفع
الصوت عند الجنائز فیحتمل ان المراد منہ النوح او الدعاء للمیت بعد ما افتتح
الناس الصلوۃ او الافراط فی مدحہ کعادۃ الجاھلیۃ بما ھو یشبہ المحال واما
اصل الثناء علیہ فغیر مکروہ انتھی اور وہ جو بعض منکرین عوام کو شبہ ڈالتے ہین
کہ راستہ مین باواز بلند کلمہ طیبہ پڑہنا بے ادبی ہی اسوجہ سے ناجائز ہے یہ شبہ کئی وجہ سے لغو ہے
اولا یہہ کہ سابقا حدیث شریف مع ترجمہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالے کے فرشتے ذکر کرنے
والونکو راستون مین تلاش کرتے پہرتے ہین الی آخر الحدیث اس حدیث سے راستہ مین جہر ذکر
کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ منکر کے قول کے معارض ہی اور **ثانیا** یہ کہ کنز العباد مین ہے
فی عمدۃ الابرار ذکر فی مجموع النوازل والخانیۃ والحسامیہ والسراجیہ والصغری
والملتقط والتجنیس والمزید ان قراۃ القران بصوت رفیع فی الحمام یکرہ وبصوت
خفی لا یکرہ ولا یکرہ التسبیح والتہلیل وان رفع صوتہ قال الجامع عصمہ اللہ تعالی
ومعلوم ان الحمام لا یخلو من القاذورات غالبا فاذا کان جواز التسبیح والتہلیل
فی الحمام بصوت رفیع من ھذہ الاشیاء فلان یجوز فی المساجد والبیوت
الزوایا والخلوۃ فی مکان طاھر اولی ان کتب فتاوی سے صاف ظاہر ہے کہ حمام

جیسی جائی مین جہان اکثر پلیدی رہتی ہی تسبیح اور تہلیل یعنی سبحان اللہ والحمد للہ اور لا الہ
الا اللہ بلند آواز سے کہنا جائز ہے تو راستہ تو حمام سے کئی درجہ اچھا ہے یہان تو بطریق اولے
لا الہ الا اللہ باواز بلند کہنا جائز ہے اور **ثالثا** یہہ کہ ہمارے فقہار کرام و ائمہ عظام امام
اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین متفق ہین کہ عید ضحی کے روز تکبیرین
آواز بلند کہتا ہوا نمازی عیدگاہ کو جاوے در مختار مین ہے جہرا اتفاقا فی الطریق الخ
اگر جہر ذکر راستہ مین بے ادبی ہوتا تو یہہ ائمہ کرام اسکو کیون جائز فرماتے۔ اور یہہ کہنا کہ اس
ذکر کے سننے سے رات کیوقت آدمیون کو وہم پیدا ہوتا ہے موت کا اور وہ ڈر جاتے ہین اور خوف
سے مشدوہ ہو جاتے ہین کہ کہین ہم مر نہ جاوین جس سے وہ بیمار ہو جاتے ہین اور نیز جو اس وبا مین مبتلا
ہوتا ہے اوسکو اسکے سننے سے وہم پیدا ہوتا ہی اور اس سے اوسکی بیماری زور کرتی ہی لہذا بقاعدہ
شرع یہہ ذکر ناجائز ہے اسکا جواب اولا یہہ کہ سابقا آیہ شریفہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب مع
تفسیر کے گذر چکی ہی کہ مسلمانون کے دل ذکر الہی سننے سے خوش ہوتے ہین اور اوسکے ساتھ آرام اور
سکینت پکڑتے ہین اور اوس سے اونکی وحشت دور ہوتی ہے تو بھلا مسلمانون کو اوس سے کیون
وہم پیدا ہونے لگا اور **ثانیا** یہ کہ احادیث صحیحہ مین ہے کہ وبا عذاب ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ
مین ہی کہ ذکر الہی دافع بلکہ ادفع واسطے عذاب کے ہی تو پھر اس سے بیماری مسلمانون مین کیون بڑہنی
بلکہ وہ ضرور کلمہ شریف سے دفع ہوگی اور وہ بیمار جسکے کان مین اس کلمہ شریف کی آواز آئیگی وہ
انشاء اللہ تعالی ضرور تندرست ہوگا اور **ثالثا** یہہ کہ یہہ بات تو جب ہوتی کہ کسی طب کی کتاب
معتبر مین کسی حکیم حاذق نے لکھا ہوتا کہ کلمہ طیبہ باواز بلند اس وبا کے اسباب مین سے ہے حالانکہ
ایسا کسی حکیم نے آج تک نہین لکھا اگر بالفرض کوئی وہمی حکیم ہمارے قرآن شریف و حدیث منیف
کے خلاف یہہ قاعدہ گھڑتا تو بھی ہم مسلمانون کو اوسکی اس وہمی بات کو کب ماننا جائز ہی الحاصل
یہہ کلمہ شریف جنازہ کے آگے آگے بلند آواز سے پڑہنا جائز ہے اور اس سے احیا و اموات
اور خصوصا اوس میت کو کہ جسکے ساتھ ہے نفع اور فائدہ ہوتا ہے اور ایسے مفید کار آمد امر سے
ایسی غفلت و سستی کیوقت عوام اہل اسلام کو روکنا جائز نہین اور اوسکی ممنوعیت مین کوئی وجہ
شرعی موجود نہین اور اسکو کفر و شرک و حرام قطعی کہنا اور اوسکے فاعلین کو گمراہ جاننا یہ تشریع جدید ہے

ہونا بھی لازم نہین بلکہ بعض بدعات بتصریح علماء شریعت واجبات سے ہین چہ جائے مندوبہ
اسیواسطے بعض محققین نے فرمایا کہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ روز موت مشابہ ہے ساتھہ روز حشر
ظہور حکم الہی مین اور اوس روز کے حق مین اللہ تعالے فرماتا ہے وخشعت الاصوات
للرحمن فلا تسمع الا همساً اسواسطے اوس روز کو یاد کر کے خاموش رہنا افضل ہے حاصل
کلام یہ ہی کہ کراہت تنزیہی راجح ہی جسکا مرجع خلاف اولی ہے اور خلاف اولی منافی جواز نہین اور
کراہت تحریمی مرجوح ہی بسبب مرجوحیت اوسکی دلائل کی اور قول مرجوح قابل فتوی نہین جیسا
کتب فقہیہ مین مصرح ہی اور **ثالثاً** یہہ کہ مراد کراہت رفع صوت عند الجنائز سے بقول بعض فقہا
نوحہ اور دعا ہے واسطے میت کے بعد شروع نماز جنازہ کے اور یا مراد افراط فی المدح ہی مثل
عادت جاہلیت کے کیونکہ اصل مدح وثناء میت مکروہ نہین ہے تو پہر کلمہ شریف پڑہنا غیر حالت
صلوۃ مین کیونکر مکروہ ہوسکتا ہی جیسا کہ علامہ شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا ہی واما رفع
الصوت عند الجنائز فیحتمل ان المراد منہ النوح او الدعاء للمیت بعد ما افتتح
الناس الصلوۃ او الافراط فی مدحہ کعادۃ الجاهلیۃ بما هو یشبہ المحال واما
اصل الثناء علیہ فغیر مکروہ انتہی اور وہ جو بعض منکرین عوام کو شبہ ڈالتے ہین
کہ راستہ مین باواز بلند کلمہ طیبہ پڑہنا بے ادبی ہی اسوجہ سے ناجائز ہے یہ شبہہ کئی وجہ سے لغو ہے
اولاً یہہ کہ سابقاً حدیث شریف مع ترجمہ گذر چکی ہے کہ اللہ تعالے کے فرشتے ذکر کرنے
والونکو راستون مین تلاش کرتے پہرتے ہین الی آخر الحدیث اس حدیث سے راستہ مین جہر ذکر
کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ منکر کے قول کے معارض ہی اور **ثانیاً** یہ کہ کنز العباد مین ہے
فی عمدۃ الابرار ذکر فی مجموع النوازل والخانیۃ والحسامیہ والسراجیہ والصغری
والملتقط والتجنیس والمزید ان قراءۃ القران بصوت رفیع فی الحمام یکرہ وبصوت
خفی لا یکرہ ولا یکرہ التسبیح والتہلیل وان رفع صوتہ قال الجامع عصمہ اللہ تعالی
ومعلوم ان الحمام لا یخلو من القاذورات غالباً فاذا کان جواز التسبیح والتہلیل
فی الحمام بصوت رفیع من ہذہ الاشیاء فلان یجوز فی المساجد والبیوت
الزوایا والخلوۃ فی مکان طاہر النظافت وس کتب فتاوی سے صاف ظاہر ہے کہ حمام

جیسی جائی مین جہان اکثر پلیدی رہتی ہی تسبیح اور تہلیل یعنی سبحان اللہ والحمد للہ اور لا الہ
الا اللہ بلند آواز سے کہنا جائز ہے تو راستہ تو حمام سے کئی درجہ اچھا ہے یہان تو بطریق اولے
لا الہ الا اللہ باواز بلند کہنا جائز ہے اور **ثالثاً** یہہ کہ ہمارے فقہاء کرام وائمہ عظام امام
اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین متفق ہین کہ عید ضحی کے روز تکبیرین
باواز بلند کہتا ہوا نمازی عیدگاہ کو جاوے درمختار مین ہے جہرا اتفاقا فی الطریق الخ
اور جہر ذکر راستہ مین بے ادبی ہوتا تو یہہ ائمہ کرام اسکو کیون جائز فرماتے۔ اور یہہ کہنا کہ اس
کے سننے سے رات کیوقت آدمیون کو وہم پیدا ہوتا ہے موت کا اور وہ ڈر جاتے ہین اور خوف
زدہ ہو جاتے ہین کہ کہین ہم مر نہ جاوین جس سے وہ بیمار ہو جاتے ہین اور نیز جو اس وبا مین مبتلا
ہوتا ہے اوسکو اسکے سننے سے وہم پیدا ہوتا ہی اور اس سے اوسکی بیماری زور کرتی ہی لہذا بقاعدہ
یہہ ذکر ناجائز ہے اسکا جواب **اولاً** یہہ کہ سابقاً آیہ شریفہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب مع
ترجمہ کے گذر چکی ہی کہ مسلمانون کے دل ذکر الہی سننے سے خوش ہوتے ہین اور اوسکے ساتھہ آرام اور
جمعیت پکڑتے ہین اور اوس سے اونکی وحشت دور ہوتی ہے تو بھلا مسلمانون کو اوس سے کیون
وہم پیدا ہونے لگا اور **ثانیاً** یہ کہ احادیث صحیحہ مین ہے کہ وبا عذاب ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ
مین ہی کہ ذکر الہی دافع بلکہ ادفع واسطے عذاب کے ہی تو پھر اس سے بیماری مسلمانون مین کیون بڑہنی
لگی بلکہ وہ ضرور کلمہ شریف سے دفع ہوگی اور وہ بیمار جسکے کان مین اس کلمہ شریف کی آواز آئیگی وہ
انشاء اللہ تعالی ضرور تندرست ہوگا اور **ثالثاً** یہہ کہ یہہ بات توجب ہوتی کہ کسی طب کی کتاب
معتبر مین کسی حکیم حاذق نے لکھا ہوتا کہ کلمہ طیبہ باواز بلند اس وبا کے اسباب مین سے ہے حالانکہ
ایسا کسی حکیم نے آج تک نہین لکھا اگر بالفرض کوئی وہمی حکیم ہمارے قرآن شریف وحدیث منیف
کے خلاف یہہ قاعدہ گھڑتا تو بھی ہم مسلمانون کو اوسکی اس وہمی بات کو کب ماننا جائز ہی الحاصل
یہہ کلمہ شریف جنازہ کے آگے آگے بلند آواز سے پڑہنا جائز ہے اور اس سے احیاء واموات
کو خصوصاً اوس میت کو کہ جسکے ساتھہ ہے نفع اور فائدہ ہوتا ہے اور ایسے مفید کار آمد امر سے
ایسی غفلت وسستی کیوقت عوام اہل اسلام کو روکنا جائز نہین اور اوسکی ممنوعیت مین کوئی وجہ
شرعی موجود نہین اور اسکو کفر وشرک وحرام قطعی کہنا اور اوسکے فاعلین کو گمراہ جاننا یہ تشریعی جدید ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین ھٰذا

ماظھر لی فی الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد الفقیر محمد عمر الدین السنی الحنفی القادری الھزاروی عفا اللہ تعالیٰ عنہ

حامداً للہ حمد الذاکرین الشاکرین ومصلیاً ومسلماً علی سیدنا محمد عدد ذکر الذاکرین وعلی آلہ واصحابہ الحامدین الشاکرین الذاکرین للہ فی کل آن وحین مجیب لبیب بفضلہ تعالیٰ مصیب ہے کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ذکر الٰہی سے مطلقاً سراً ہو یا جہراً بدون کسی مانع شرعی کے منع کرنا ہرگز جائز نہیں اور مانع شرعی اس صورت مسئول عنہا مین کوئی پایا نہیں جاتا بجز اسکے کہ بعض فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح بکراہت رفع صوت عند الجنازہ کی ہے مگر یہ کراہت بر قول راجح تنزیہی ہے تحریمی کی کوئی وجہ وجیہ معلوم نہیں ہوتی اور مرجع کراہت تنزیہی کا خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ منافی جواز نہیں پھر بعد ملاحظہ تحقیق محققین ائمہ دین کے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کراہت تنزیہی بھی باعتبار زمانہ سابق کے ہے نہ باعتبار زمانہ لاحق کے تو پھر اس زمانہ مین خصوص بعد انضمام بعض وجوہ حسنہ منقولہ مجیب وہ خلاف اولیٰ بھی خلاف اولیٰ نرہا وبقی ذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ ہذا ما خطر فی البال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ خیر صحب وآل فقط

حررہ واملاہ العبد المفتقر الی مولاہ محمد عبید اللہ جعل اللہ آخرتہ خیراً من اولاہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب کتبہ الفقیر عبد الغفور عفی عنہ

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب

کتبہ خادم الشرع قاضی شیخ محمد مرگھے عفی عنہ ۱۲

خادم الشرع قاضی شیخ محمد ۱۲۹۵ھ

الامر کما ذکر فی الجواب واللہ اعلم بالصواب

کتبہ العبد الاحقر احمد الجیتیگر عفا اللہ عنہ وعن والدیہ وعن مشایخہ آمین فقط

الامر کما ذکر

کتبہ العبد محمد عبد المنعم بن الشیخ ابراہیم باعکظ عفی عنہ خطیب مسجد جامع بمبئی

مجیب مصیب ولہ ثواب عظیم حررہ احقر العباد حسن بن نور محمد غفر اللہ لہما ولوالدیہما ولجمیع المسلمین برحمتہ وہو ارحم الراحمین۔

فتویٰ ہذا بندے کی نظر سے گذرا در بارۂ جواز ذکر جہر کلمہ طیبہ پیش جنازہ واقعی بہت خوب براہین قاطعہ دلائل ساطعہ سے مرصع ہے۔ اللہ تعالیٰ مجیب مصیب کو جزاء خیر عطا فرماوے۔

حررہ المسکین سید تسلیم الدین عفی عنہ

الجواب ہو الصواب والیہ المرجع والمآب حررہ محمد ابراہیم ابن عبد الکریم التواب عفی اللہ تعالیٰ عنہما۔

مبسملاً محمدلاً مصلیاً

جاننا چاہیے کہ جہر ذکر مین اسقدر کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہین کہ قریب حد تواتر کے پہنچگئی ہین چنانچہ پچاس احادیث کے قریب علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین لائے ہین اسی باعث محققین فقہاء حنفیہ وشافعیہ اسکے جواز بلکہ استحباب کے قائل ہوئے ہین اور جو آیات واحادیث موہم عدم جواز تہین اونکے متعدد جوابات دیکر دونون مین تطبیق فرمائے ہین علامہ طحطاوی رحمہ مراقی الفلاح کے حاشیہ مین فرماتے ہین جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجہر وھناك احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینہما ان ذلك یختلف باختلاف الاحوال والاشخاص کما جمع بین الاحادیث الدالۃ علی طلب الجہر بالقراءۃ والدالۃ علی الاسرار فحیث خیف الریاء او تاذی المصلین او النیام فالاخفاء افضل وعلیہ یحمل خیر الذکر الخفي والجہر افضل حیث خلا عما ذکر لانہ اکثر عملاً وتتعدی فائدتہ للسامعین ویوقظ قلب الذاکر واما قولہ تعالیٰ ولا تعتدوا فالراجح فی تفسیرہ ان الاعتداء ھو التجاوز عن المامور بہ والاختراع فی ما لا اصل لہ فی الشرع وفسیرہ بالجہر بالدعاء مردود الخ اور علامہ شامی رد المحتار مین فرماتے ہین فی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان یشوش جہرہم علی نائم او مصلی او قاری الخ ان عبارتون سے اظہر من الشمس ہے ذکر جہر قطعاً جائز ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہرگز نہین ہے ہان البتہ نمازی یا قاری یا نائم

کے پاس مستحب اور افضل نہین ہے نہ کہ حرام یا مکروہ تحریمی کیونکہ جہر ذکر مین نسبت سر کے فائدہ بہت
پس صورت مسئولہ مین بھی یہ ذکر جہر مع الجنازہ قطعاً جائز ہے اللہ تعالی مجیب مصیب کو جزا
خیر عطا فرماوے کہ بہت تحقیق ومحنت سے نہایت درجہ کا مدلل جواب لکھا ہے اور اقوال فقہا
مین نہایت عمدہ تطبیق دی ہے اور کوئی شبہ و خدشہ باقی نہین رکھا ہے فقط
کتبہ احقر الانام السید غلام حسین فی الحال وارد بمبئی ساکن بلاول بندر حفظ اللہ عن الشرور فی الدارین

الجواب صحیح والمجیب نجیح وله اجر عظیم

فی الواقع مجیب لبیب نے غایت خوش اسلوبی اور نہایت حسن وخوبی کے ساتھ جواب دیا ہے
مین گویا تحقیق کا ایک دریا بہا دیا ہے۔ جنازے کے ہمراہ کلمہ طیبہ پڑھنا بنظر ایصال ثواب
بیحساب ہی ہان بعض فقہاء نے ذکر جہر مین کلام کیا ہے مگر وہ محمول ہے کراہت تنزیہی پر
کہ مجیب مصیب نے تصریحاً بیان کر دیا ضرورت اعادہ نہین من شاء الاطلاع فلیرجع الیہا
المفتقر الی رحمۃ اللہ القوی نجف علی خان رامپوری صانہ اللہ عن الکی والغی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما

واضح ہو کہ جسطرح ذکر خفی وسری یعنے آہستہ جائز ومشروع ہے اسیطرح محققین کی نزدیک
ذکر جہر بھی جائز ومشروع ہے مشکوۃ شریف مین بروایت صحیح مسلم شریف لائے ہین عن عبد اللہ
ابن زبیر رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول
بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل
شیء قدیر۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات مین اس حدیث کی شرح
مین فرماتے ہین۔ این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم باواز
میخواندند بعضی میگویند کہ بلند خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے تعلیم اصحاب بود
و در مہذب گفتہ کہ افضل اخفاست الی قولہ وحق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق
حضور در اخفا دست دہد وگاہی در جہر شوق افزاید وجہر بذکر مشروع است بلاشبہہ انتہی اور
شرح مین دوسرے مقام مین فرماتے ہین بدانکہ جہر بذکر مطلقا وبعد از نماز مشروع است

اور مرقات شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری رحمۃ اللہ ایک مقام مین فرماتے ہین قال المظہر ہذا
یدل علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب الریاء اظہارا للدین
وتعلیما للسامعین وایصالا لبرکۃ الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من الشجر
والحجر والمدر وطلبا لاقتداء الغیر بالخیر ویشہد لہ کل رطب ویابس سمع صوتہ وبعض
المشایخ یختار اخفاء الذکر لانہ ابعد من الریاء فہذا یتعلق بالنیۃ الخ علامہ قاری کے
عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جہر ذکر مین بہت فواید ہین (جو خفی وسری مین نہین ہین) از انجملہ
السلاطین کی شوکت و دبدبہ ظاہر ہوتا ہے اور از انجملہ غافل لوگ اوسکے سننے سے غفلت چھوڑ ذکر
مین مشغول ہو جاتے ہین اور از انجملہ جہان تک اوس ذاکر کی آواز پہنچتی ہے وہان تک اوسکی
برکت پہنچتی ہے اور از انجملہ تمام پتھر درخت وغیرہ اشیا جنکو اوسکی آواز پہنچتی اوسکے ذاکر
ہونے کی گواہی دیتی ہین۔ ہرگاہ ذکر جہر محققین کے نزدیک مطلقاً جائز ومشروع ہوا تو اس زمانہ
غفلت وسستی مین ہمراہ جنازہ کے کیونکر جائز نہوگا بلکہ جائز ہوگا **اولاً** صورت مسئولہ
اوسکی افراد مین سے ہے اور **ثانیاً** اس زمانہ کے لوگ جو اکثر غافل موت سے ہمراہ جنازہ کیطرح
طرح کی باتین کرتے ہوئے جاتے ہین وہ اس ذکر شریف کے ہونے سے باتون سے باز رہکر ذکر
شریف مین مشغول ہو جاتے ہین چنانچہ اسکا تجربہ ہو چکا ہے۔ اور **ثالثاً** اس سے دبدبہ وشوکت
اسلام ظاہر ہوتے ہی جس سے مخالفین اسلام کے دل ہلجاتے ہین اور اسکی ہیبت اور دبدبہ
سے وہ روبرو کھڑے رہ نہین سکتے فقیر نے بارہا دیکھا ہے کہ جسوقت ہمراہی جنازہ کے کلمہ طیبہ
آواز بلند پڑھتے ہوئے جاتے ہین تو مخالفین اسلام اوسکی ہیبت سے مکانون کے دروازے بند
کر دیتے ہین بالجملہ اس ذکر جہر بالجنازہ کے بہت سے فواید دینی ہین اس سے روکنا مسلمانون کو
فواید کثیرہ سے محروم کرنا ہے فللہ در المجیب المصیب اللبیب حیث اتی بالتحقیق العجیب
وحقق المرام بالفہم التام فجزاہ اللہ تعالی عنی وعن سایر اہل الاسلام بحرمۃ
النبی علیہ الصلوۃ والسلام وعلی الہ الکرام واصحابہ العظام۔ حررہ العبد المستہام
ابو محمد عبد الرحمن الحنفی الدہلوی صانہ اللہ عن شر الحاسدین اللیام
الجواب صحیح والمجیب مصیب ذکر جلی کلمہ طیبہ ہمراہ جنازہ در راہ خواندن فی زماننا جائز وخوب است

چرا کہ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام جائز نمودہ است فقط
فقیر حقیر محمد عمر حنفی قادری دہلوی حال وارد بندر بمبئی بقلم خود

حامدا ومصلیا ومسلما

جواب صحیح ہی واضح ہو کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ بیان کراہت رفع صوت مع الجنازہ بالذکر وغیرہ مین اگرچہ مختلف ہین بعض فرماتے ہین کہ یہ کراہت تنزیہی ہے اور بعض کہتی ہین کہ تحریمی ہے مگر جہانتک نظر دلائل طرفین پر ڈالی جاتی ہی تو یہی ظاہر ہوتا ہی کہ قول بکراہت تحریم بسبب ضعف ومرجوحیت اوسکے دلائل کی ضعیف ومرجوح ہی اور کراہت تنزیہ جسکا مرجع خلاف اولی ہی قوی وراجح ہی اقوی دلائل قائل کراہت تحریم سی یہ ہی کہ ذکر اللہ اگرچہ فی نفسہ محمود ہی مگر جہر بالذکر کی ممانعت بعض آیات قرآنیہ اور بعض احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اور جب جہر بالذکر مطلقاً شرعاً ممنوع ہوا تو ہمراہ جنازہ کہ وقت صمت وسکوت وخشیت وتفکر موت ہے بطریق اولی ممنوع ہونا چاہیئے اور یہ ممنوعیت بطریق حرمت ہونا چاہئے مگر چونکہ دلیل حرمت مین بعض شبہات عارض ہوگئے اسواسطے کراہت تحریمی کا اطلاق کیا گیا اوسکا جواب یہ ہی کہ کلیت کبرای دلیل غیر مسلم اسواسطے کہ محققین ائمہ دین نے ذکر جہر کو مطلقاً بدون عروض عوارض خارجیہ کی مثل ذکر سر کے ہر وقت مشروع ومندوب لکھا ہی اور مانعین ذکر جہر کے جملہ دلائل کے جواب و بکر تضعیف وتردید کردی ہی چنانچہ مولانا خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار اپنے فتاوی مین لکھتے ہین وحلق الذکر والجہر بہ وانشاد القصائد قد جاء فی الحدیث ما اقتضی طلبہ نحو وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ واحمد باسناد صحیح والذکر فی الملاء لا یکون الا عن جہر وکذا حلق الذکر وطواف الملائکۃ بہا وما ورد فیہا من الاحادیث وہناک احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینہما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بین الاحادیث الطالبۃ للجہر والطالبۃ للاسرار بقراءۃ القرآن ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین والنیام وذکر بعض اہل العلم ان الجہر افضل حیث خلا مما ذکر لانہ اکثر عملا ولتعدی فائدتہ الی السامعین ویوقظ قلب الذاکرین وقولہ تعالی اذکر ربک فی نفسک اجیب عنہا بانہا مکیۃ کآیۃ الاسرار بالقراءۃ نقولہ ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا نزلت لئلا یسمعہ المشرکون فیسبون القرآن ومن انزلہ وقد زال، پہر اسکے بعد لکہا ہے (وتفسیر الاعتداء بالجہر فی قولہ تعالی انہ لا یحب المعتدین مردود بان الراجح فی تفسیرہ التجاوز عن المامور بہ الخ) اس تقریر علامہ رملی سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر بالجہر وذکر بالسر دونون جائز ہین اور بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص کے جہر افضل ہے اور بعض کے اسرار افضل ہی اور استدلالات مذکورہ مانعین مرجوح وضعیف ومردود اور اشعۃ اللمعات مین شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح اس حدیث مین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ لکھتے ہین (این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآواز بلند میخواندند اما بعض میگویند کہ بلند خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای تعلیم اصحاب بود ودر مہذب گفتہ افضل اخفاست الی قولہ حق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق حضور در اخفاست دہد وگاہے در جہر شوق فزاید وجہر بذکر مشروع است بلا شبہہ انتہی) اور دوسرے مقام پر اوسی شرح اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین (بدانکہ جہر بذکر مطلقاً وبعد نماز مشروع است الخ) اور رسالہ توصیل المرید الی المراد مین تحریر فرماتے ہین (جہر واعلان بذکر ودعاء وتلاوت واجتماع برای آن در مجالس ومساجد جائز ومشروع است دلیل ذکر حدیث من ذکرنی الخ) پہر بعد تقریر طویل کے فرماتے ہین (پس ناچارست از ذکر دلائل عام کہ دلالت کنند بر جواز در عامہ محال ودلالت کنند بر جواز اجتماع برای ذکر ودعاء بانفراد ہما انتہی) اسکے بعد دلائل عموم جواز ذکر جہر وجواز اجتماع کو واسطے اوسکے بسط کے ساتھ بیان کیا ہے بخوف تطویل تمام عبارت کو نقل نہین کیا اور علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقات مین شرح مین اس حدیث کے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الوتر قال سبحان الملک القدوس ثلث مرات ویرفع صوتہ بالثالثۃ مظہر سے نقل کرتے ہین ہذا یدل علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب الریاء واظہارا للدین وتعلیما للسامعین وایقاظا لہم من الغفلۃ وایصالا لبرکۃ الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من الحیوان والشجر والمدر وطلب الاقتداء للغیر بالخیر ویشہد لہ کل رطب ویابس وبعض المشایخ یختارون اخفاء الذکر لانہ ابعد من الریا وہذا متعلق بالنیۃ انتہی اسکو نقل کرکے ملا علی قاری نے سکوت کیا ہے،

حامداً ومصلیاً ومسلماً

ام رحمہم اللہ بیان کراہت رفع صوت مع الجنازہ بالذکر وغیرہ مین اگرچہ مختلف
اہت تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہین کہ تحریمی ہے مگر جہانتک نظر دلائل طرفین
ہی کہ قول بکراہت تحریم بسبب ضعف و مرجوحیت اوسکے دلائل کے ضعیف و مرجوح
خلاف اولی ہی قوی و راجح ہی اقوی دلائل قائل کراہت تحریم سے یہ ہی کہ ذکر اللہ
ذکر کی ممانعت بعض آیات قرآنیہ اور بعض احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اور جب جہر بالذکر
ع الجنازہ کہ وقت صمت و سکوت و خشیت و تفکر موت ہے بطریق اولی ممنوع ہونا چاہیے
ہونا چاہیے مگر چونکہ دلیل حرمت مین بعض شبہات عارض ہو گئے اسو اسطے کراہت
ا جواب یہ ہی کہ کلیت کبرای دلیل غیر مسلم اسو اسطے کہ محققین ائمہ دین نے ذکر جہر کو مطلقا
ر کی مثل ذکر سر کے ہر وقت مشروع و مندوب لکھا ہی اور مانعین ذکر جہر کے جملہ دلائل
دی ہی چنانچہ مولانا خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار اپنے فتاوی مین لکھتے ہین
و انشاد القصائد قد جاء فی الحدیث ما اقتضی طلبہ نحو وان ذکرنی
خیر منہ رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ
ذکر فی الملاء لایکون الاعن جہر وکذلک حلق الذکر وطواف الملائکۃ

الراجح فی تفسیرہ التجاوز عن المامور بہ الخ) اس تقریر علامہ رملی سے صاف ظاہر ہے
کہ ذکر بالجہر و ذکر بالسر دونون جائز ہین اور بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص کے جہر افضل ہے
اور بعض کے اسرار افضل ہی اور استدلالات مذکورہ مانعین مرجوح و ضعیف و مردود اور اشعۃ اللمعات
مین شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح اس حدیث مین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الخ
لکھتے ہین (از این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند میخواندند اما بعض
میگویند کہ بلند خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای تعلیم اصحاب بود و در مہذب گفتہ افضل اخفا است
الی قولہ حق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق حضور در اخفاست و ہر وگاہے در جہر شوق فزاید
و جہر بذکر مشروع است بلا شبہہ انتہی) اور دوسرے مقام پر اوسی شرح اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین
(بدانکہ جہر بذکر مطلقا و بعد نماز مشروع است الخ) اور رسالہ توصیل المرید الی المراد مین تحریر فرماتے ہین
(جہر و اعلان بذکر و دعاء و تلاوت و اجتماع برای آن در مجالس و مساجد جائز و مشروع است دلیل ذکر
حدیث من ذکرنی الخ) پہر بعد تقریر طویل کے فرماتے ہین (پس ناچار است از ذکر دلائل عام کہ دلالت کنند
بر جواز در عامہ محال و دلالت کنند بر جواز اجتماع برای ذکر و دعاء بانفرادہما انتہی) اسکے بعد دلائل عموم
از ذکر جہر و جواز اجتماع کو واسطے اوسکے بسط کے ساتھ بیان کیا ہے بخوف تطویل تمام عبارت کو نقل
نہین کیا اور علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقات مین شرح مین اس حدیث کے کان رسول اللہ صلی اللہ

چراکہ شارح علیہ الصلوة والسلام جائز نموده است فقط

فقیر حقیر محمد عمر حنفی قادری دہلوی حال وارد بندر بمبی بقلم خود

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

جواب صحیح ہے واضح ہو کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ بیان کراہت رفع صوت مع الجنازہ بالذکر وغیرہ مین اگرچہ مختلف ہین بعض فرماتے ہین کہ یہ کراہت تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہین کہ تحریمی ہے مگر جہانتک نظر دلائل طرفین پر ڈالی جاتی ہے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قول بکراہت تحریم بسبب ضعف و مرجوحیت اوسکے دلائل کے ضعیف و مرجوح ہے اور کراہت تنزیہ جسکا مرجع خلاف اولی ہے قوی و راجح ہے اقوی دلائل قائل کراہت تحریم سے یہ ہے کہ ذکر اللہ اگرچہ فی نفسہ محمود ہے مگر جہر بالذکر کی ممانعت بعض آیات قرآنیہ اور بعض احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور جب جہر بالذکر مطلقًا شرعًا ممنوع ہوا تو پھر مع الجنازہ کہ وقت صمت و سکوت و خشیت و تفکر موت ہے بطریق اولی ممنوع ہونا چاہیے اور یہ ممنوعیت بطریق حرمت ہونا چاہیے مگر چونکہ دلیل حرمت مین بعض شبہات عارض ہو گئے اسواسطے کراہت تحریمی کا اطلاق کیا گیا اوسکا جواب یہ ہے کہ کلیت کبری دلیل غیر مسلم اسواسطے کہ محققین ائمہ دین نے ذکر جہر کو مطلق بدون عروض عوارض خارجیہ کے مثل ذکر سر کے ہر وقت مشروع و مندوب لکھا ہے اور مانعین ذکر جہر کے جملہ دلائل کے جواب بکر تضعیف و تردید کر دی ہے چنانچہ مولانا خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار اپنے فتاوی مین لکھتے ہین وحلق الذکر والجہر بہ وانشاد القصائد قد جاء فی الحدیث ما اقتضی طلبہ نحو وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ واحمد باسناد صحیح والذکر فی الملاء لایکون الا عن جہر وکذا حلق الذکر وطواف الملائکة بہا وما ورد فیہا من الاحادیث وہناك احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینہما بان ذلك یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بین الاحادیث الطالبة للجہر والطالبة للاسرار بقراءة القرآن ولا یعارض ذلك حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تاذی المصلین والنیام وذکر بعض اہل العلم ان الجہر افضل حیث خلا مما ذکر لانہ اکثر عملا ولتعدی فائدتہ الی السامعین ویوقظ قلب الذاکرین وقولہ تعالی اذکر ربك فی نفسك اجیب عنہا بانہا مکیة کآیة الاسراء بالقراءة بقولہ ولا تجہر بصلاتك

ولا تخافت بہا نزلت لئلا یسمعہ المشرکون فیسبون القرآن ومن انزلہ وقد زال) پھر اسکے بعد لکھا ہے (وتفسیر الاعتداء بالجہر فی قولہ تعالی انہ لا یحب المعتدین مردود بان الراجح فی تفسیرہ التجاوز عن المامور بہ الخ) اس تقریر علامہ رملی سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر بالجہر و ذکر بالسر دونون جائز ہین اور بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص کے جہر افضل ہے اور بعض کے اسرار افضل ہے اور استدلالات مذکورہ مانعین مرجوح و ضعیف و مردود اور اشعة اللمعات مین شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح اس حدیث مین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ الخ

لکھتے ہین (این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند میخواندند اما بعض

میگویند کہ بلند خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای تعلیم اصحاب بود و در مہذب گفتہ افضل اخفا است

الی قولہ حق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق و حضور در اخفا دست دہد و گاہے در جہر شوق فزاید

و جہر بذکر مشروع است بلا شبہہ انتہی) اور دوسرے مقام پر اوسی شرح اشعة اللمعات مین لکھتے ہین

(بدانکہ جہر بذکر مطلقا و بعد نماز مشروعست الخ) اور رسالہ توصیل المرید الی المراد مین تحریر فرماتے ہین

(جہر و اعلان بذکر و دعاء و تلاوت و اجتماع برای آن در مجالس و مساجد جائز و مشروع است دلیل ذکر

حدیث من ذکرنی الخ) پھر بعد تقریر طویل کے فرماتے ہین (پس ناچار است از ذکر دلائل عام کہ دلالت کنند بر جواز جہر در عامہ محال و دلالت کنند بر جواز اجتماع برای ذکر و دعاء بانفراد ہما انتہی) اسکے بعد دلائل عموم ذکر جہر و جواز اجتماع کے واسطے اوسکے بسط کے ساتھ بیان کیا ہے بخوف تطویل تمام عبارت کو نقل نہین کیا اور علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقات مین شرح مین اس حدیث کے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الوتر قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات ویرفع صوتہ بالثالثة مظہر سے نقل کرتے ہین ہذا یدل علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب اذا اجتنب الریاء واظہارا للدین وتعلیما للسامعین وایقاظا لہم من الغفلة وایصالا لبرکة الذکر الی مقدار ما یبلغ الصوت الیہ من الحیوان والشجر والمدر وطلبا لاقتداء الغیر بالخیر ولیشہد لہ کل رطب ویابس و بعض المشایخ یختارون اخفاء الذکر لانہ ابعد من الریا وہذا متعلق بالنیة انتہی اسکو نقل کرکے ملا علی قاری نے سکوت کیا ہے

فقیر حقیر محمد عمر حنفی قادری دہلوی حال وارد بندر بمبئی بقلم خود

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

ہو کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ بیان کراہت رفع صوت مع الجنازہ بالذکر وغیرہ مین اگرچہ مختلف
ہین کہ یہ کراہت تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہین کہ تحریمی ہے مگر جہانتک نظر دلائل طرفین
یہی ظاہر ہوتا ہی کہ قول بکراہت تحریم بسبب ضعف و مرجوحیت اوسکے دلائل کے ضعیف و مرجوح
ریہ جسکا مرجع خلاف اولی ہی قوی و راجح ہی اقوی دلائل قائل کراہت تحریم سے یہ ہی کہ ذکر اللہ
ہی مگر جہر بالذکر کی ممانعت بعض آیات قرآنیہ اور بعض احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اور جب جہر بالذ
ع ہوا تو پھر مع الجنازہ کہ وقت صمت و سکوت و خشیت و تفکر موت ہے بطریق اولی ممنوع ہونا چاہیے
طریق حرمت ہونا چاہئے مگر چونکہ دلیل حرمت مین بعض شبہات عارض ہوگئے اسواسطے کرا
لیا گیا اوسکا جواب یہ ہی کہ کلیت کبرای دلیل غیر مسلم اسواسطے کہ محققین ائمہ دین نے ذکر جہر کو مطلق
وارض خارجیہ کی مثل ذکر بسر کے ہر وقت مشروع و مندوب لکھا ہی اور مانعین ذکر جہر کے جملہ دلائل
یف و تردید کردی ہی چنانچہ مولانا خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار اپنے فتاوی مین لکھتے ہین
والجہر بہ وانشاد القصائد قد جاء فی الحدیث ما اقتضی طلبہ نحو وان ذکر
ہ فی ملاء خیر منہ رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ
صحیح والذکر فی الملاء لا یکون الا عن جہر وکذ لحلق الذکر وطوف الملائکۃ
فیہما من الاحادیث وھناك احادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینہما بار

بعد لکھاہے (وتفسیر الاعتداء بالجہر فی قولہ تعالی انہ لا یحب المعتدین مردود بان
الراجح فی تفسیرہ التجاوز عن المامور بہ الخ) اس تقریر علامہ رملی سے صاف ظاہر ہے
کہ ذکر بالجہر و ذکر بالسر دونون جائز ہین اور بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص کے جہر افضل ہے
اور بعض کے اسرار افضل ہی اور استدلالات مذکورہ مانعین مرجوح و ضعیف و مردود اور اشعۃ اللمعات
مین شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح اس حدیث مین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ الخ
لکھتے ہین (این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند میخواندند اما بعض
میگویند کہ بلند خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای تعلیم اصحاب بود و در مہذب گفتہ افضل اخفا ست
الی قولہ حق آنست کہ اوقات مختلف است گاہی ذوق و حضور در اخفا ست و ہمو گاہے در جہر شوق فزاید
وجہر بذکر مشروع است بلا شبہہ انتہی) اور دوسرے مقام پر اوسی شرح اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین
بدانکہ جہر بذکر مطلقا و بعد نماز مشروع است الخ) اور رسالہ توصیل المرید الی المراد مین تحریر فرماتے ہین
جہر و اعلان بذکر و دعا و تلاوت و اجتماع برای آن در مجالس و مساجد جائز و مشروع است دلیل ذکر
حدیث من ذکرنی الخ) پھر بعد تقریر طویل کے فرماتے ہین (پس ناچار ست از ذکر دلائل عام کہ دلالت کنند
جواز در عامہ محال و دلالت کنند بر جواز اجتماع برای ذکر و دعا با نفراد ہما انتہی) اسکے بعد دلائل عموم
از ذکر جہر و جواز اجتماع کو واسطے اوسکے بسط کے ساتھ بیان کیاہے بخوف تطویل تمام عبارت کو نقل
نہین کیا اور علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقات مین شرح مین اس حدیث کے کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا سلم من الوتر قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات ویرفع صوتہ
مظہر سے نقل کرتے ہین ھذا یدل علی جواز الذکر برفع الصوت بل علی الاستحباب

باوجودیکہ عادت انکی اپنی تالیفات میں تردید قول مخالف ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مجوزین سے ہیں اور
مولانا بحر العلوم رحمہ اللہ ارکان اربعہ میں تحریر فرماتے ہیں والحق ان الجہر بالتکبیر وسائر الاذکار
مشروع ومندوب الیہ قطعاً کالاخفاء بہ لکن الکلام فی انہ ہل لہذا الوقت مخصوص
شرع التکبیر ام لا وہذا یصلح للخلاف سواء کان بالجہر والاخفا فالحق ما یفید البحر الرائق
ان لیس عندہ فی وقت الذہاب ذکر مخصوص بہ من التکبیر وعندہما فیہ ذکر
مخصوص بہ اما نفس التکبیر فذکر اللہ تعالیٰ مشروع ومندوب فی کل وقت جہراً
واخفاءً قال الفقیہ ابو جعفر لا یمنع من التکبیر فی ہذا الیوم العامۃ لان فیہم
تہاوناً عن الذکر فلیذکروا ان شاؤا وہذا ایضاً یرشدک ان لا کراہۃ فی الذکر بالجہر
والا لما حکم بعدم المنع لان التہاون عن المکروہ ضروری فافہم انتہیٰ ان عبارات
اکابر علماء حنفیہ حاملان شریعت محمدیہ ماہران علوم شرعیہ سے ظاہر کہ ذکر جہر بدون عروض عوارض
مانع مثل اخفا کے ہر وقت جائز ومشروع ومندوب ہے اور بعض فواید جیسے اخفا میں ہیں جہر میں
نہیں ایسی ہی بعض فواید جہر میں ہیں اخفا میں نہیں ہاں بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص
کے کبھی ذکر جہر افضل ہوتا ہے اور کبھی اخفا تو پھر ذکر مع الجنازہ جو ایک فرد ہی مطلق ذکر جہر کی کس
طرح بوجہ جہر ہونیکے حرام یا مکروہ تحریمی ہو سکتا ہے کیونکہ فرد مندوب مندوب ہونا چاہئے پھر اگر منع
نہیں تو جائز ہونے میں کچھ کلام نہیں اور امر جائز بدون عروض عارض ہرگز مکروہ تحریمی نہیں ہو سکتا
ہاں مکروہ تنزیہی بمعنی خلاف اولیٰ ہو سکتا ہے اور حالت جنازہ چونکہ مقتضی سکوت وتفکر موت تھی اس
واسطے بعض فقہاء نے کہا رفع صوت اگرچہ بالذکر ہو مکروہ ہے یعنے خلاف اولیٰ ہے مگر اس زمانہ میں
اکثر لوگ ساتھ جنازہ کے مشغول بلہو ولعب واحادیث دنیا جاتے ہیں بعض محققین علماء نے ذکر
جہر کو ساتھ اوسکے اولیٰ جانا اور منع اوس سے مناسب سمجھا بلکہ مانعین کے حق میں فرمایا قاصرین
فہم شریعت سو اگر ذکر جہر مکروہ تحریمی ہوتا تو ہرگز کوئی عالم رخصت نہ دیتا چنانچہ بحر العلوم رحمہ نیز با
عبارت سے ظاہر ہے کہ رخصت واجازت دینا عوام کو ذکر بالجہر لیئے تکبیر کی دلیل ہے اس بات کی نسی
مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ منع کرنا اور تہاون مکروہ تحریمی سے امر ضروری ہے اب رہا حال وعد
بعض دلایل جزئیہ کا وجود درباب کراہت تحریمی کتابوں میں ہیں سو آیہ ان اللہ لا یحب المعتد

کے ساتھ استدلال خود علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ سے اوپر منقول ہوا کہ مردود ہے اور راجح انکی تفسیر میں
جیسا کہ سیوطی کی نتیجۃ الفکر سے اور علامہ رملی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد اعتدا سے تجاوز کرنا
دعا میں ماموربہ سے اور اختراع کرنا ایسی دعا کا جسکی کچھ شرع میں اصل نہ ہو جیسا کہ دلالت کرتی ہے
اسپر روایت ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان وحاکم وبیہقی کی عبد اللہ بن
مغفل سے انہ سمع ابنہ یقول اللہم انی اسئلک القصر الابیض عن عین الجنۃ اذا
دخلتہا فقال ای ابنی سل اللہ الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول سیکون فی ہذہ الامۃ قوم یعتدون فی الدعاء
والطہور انتہی اسکے سوا اور بعض روایات اوسکی موید ہیں بخوف طوالت اسی پر اکتفاء کی گئی پھر
وجود اسکے اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ معتدین سے مراد مجاہرین ہیں تو اس سے جہر بالدعاء کی ممانعت
ثابت ہوتی ہے اور دعاء اگرچہ ذکر ہے مگر ہر ذکر دعا نہیں اور واسطے دعاء کے بعض خصوصیات ہیں
جو دوسرے ذکر میں نہیں تو پھر جہر بالدعاء کے ممانعت سے ذکر بالجہر مطلقاً کیونکر ممنوع ہو جائیگا علاوہ
اسکے ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ سے جو استدلال بطریق مفہوم مخالف ہے اور مفہوم مخالف حنفیہ
کے یہاں حجت نہیں کما ہو مصرح فی کتب الاصول اور آیت اذکر ربک تضرعا وخفیۃ
سے جو استدلال اوپر کراہت ذکر جہر کے کیا گیا ہے اوسکا ایک جواب تو علامہ رملی رحمہ اللہ سے گذرا
کہ یہ حکم بسبب عذر کے تہا کہ کافر قرآن سنکر قرآن اور منزل قرآن کو برا کہتے تھے اور اب وہ عذر زائل
ہوگیا اور یہہ حکم باقی نہ رہا اور دوسرا جواب بحر العلوم رحمہ اللہ نے دیا ہے اور فرمایا استدلال مانعین
[..]ن آیت شریف کے ساتھ فاسد ہے چنانچہ ارکان اربعہ میں تحریر فرماتے ہیں والاستدلال
بقولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول فانہ
دال علی منع الجہر بالذکر فلا یعارضہ فعل صحابی لان الآیۃ قاطعۃ فاسد لان
[..] بالذکر مندوب البتۃ قطعاً کما یدل علیہ حدیث من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ
[..] ومن ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم والاحادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ
[..]د فی ان یکون متواترۃ المعنی وفی الآیۃ یجوز ان یکون دون بمعنی عند
[..]ین یعنی اذکر فی نفسک بالتضرع والخوف عند الجہر بالقول والمقصود انہ یجہر

مواطاة القلب للسان فی الجهر لان یجهر مع ذهول القلب و للآیة تاویلات اخر ...
فی مواضعها انتهٰی یہ حال تو اقوی دلائل المانعین کا ہے باقی دوسرے دلائل تو اوہن من نسج
العنکبوت ہین از انجملہ قولہ تعالیٰ اذ نادی ربه نداء خفیا **اولاً** یہ درباب دعاء ہے
سابقًا مذکور ہوا کہ دعاء کو ایک خصوصیت ہی اخفا کے ساتھہ کہ دعاء خفی اقرب الی الاجابۃ ہی تو پہر اس
استدلال مطلق ذکر جہر کی ممانعت پر صحیح نہین اور **ثانیًا** اس سے استحباب و افضلیت اخفا کی ثابت
ہوتی ہی نہ وجوب اور ترک مستحب کیلئے نزدیک مکروہ تحریمی نہین اور از انجملہ حدیث فیا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم
الحدیث ہی یہ درباب جہر مفرط ہی نہ مطلق جہر جیسا کہ لفظ اربعوا اسپر دال ہی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی
اسکے شرح مین لکہتے ہین کہ یہہ منع جہر سے واسطے تیسیر وارفاق کے ہے نہ اسواسطے کہ جہر غیر مشروع ہے
رسالہ توصیل المرید الی المراد مین لکہتے ہین آنچہ سیاق حدیث دلالت دارد بر آن کہ منع از ان نہ از جہت عدم
است بلکہ از جہت طلب آسانی و راحت و کفایت اسرار در مقصود و جہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باذکار
در بسیاری از مواضع ثابت شدہ و عمل سلف بدان بثبوت پیوستہ و در صحیح بخاریست کہ چون مہاجرین وانصار
در بامداد سرد حفر خندق مینمودند و تعب جوع میکشیدند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمشاہدہ این حال
تسلیہ و تسکین ایشان میفرمودند اللہم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرۃ
وایشان در جواب میفرمودند نحن الذین بایعوا محمدا ما بقینا ابدا انتہٰی از انجملہ نفس کا شدید المیل
طرف ریا و سمعہ کے الخ یہ حجت عقلی ہی مفید اولویت اخفاء دعا ہے نہ وجوب اور نہ اولویت اخفا مطلق ذکر
کما لا یخفٰی اور از انجملہ فرمانا حضرت ابن مسعودؓ کا جنازہ کے ساتھہ ہنسنے والیکو لا کلمتك ابدا ہے اولاً
یہ کلام بمقابلہ ضحک ہی جو داخل لہو و لعب ہے اور بحث ذکر بالجہر مین ہی اوسکو مانحن فیہ سے کیا تعلق ضحک
کے ساتھہ اگر مکروہ تحریمی ہو تو ذکر اللہ بہی مکروہ تحریمی ہو جائیگا وہو کما تری اور **ثانیًا** بفرض محال
تسلیم ہی کیا جاوے کہ یہہ کلام دال ہے اوپر کراہت تحریمی ذکر جہر کے مطلقا تو بہی صلاحیت معارضہ
احادیث متواتر المعنی کی نہین رکہتا اور از انجملہ روایت بیہقی ہے کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند ثلاث عند القتال وعند الجنازۃ وعند الذکر
اس روایت مین تنصیص اوپر کراہت تحریمی ذکر کے نہین ہے احتمال ہے کہ کراہت تنزیہی ہو اور یہی
احتمال راجح ہے کیونکہ بتحقیق اکابر علماء حنفیہ سابقًا معلوم ہوا کہ جہر بالذکر اور اخفا بالذکر ہر دو باعتبار

ومندوب ہین اور احادیث درباب ذکر جہر متواتر المعنی ہین ہان بعض اوقات بعض اشخاص کی نسبت
یہ اولٰی اور بعض وقت بہ نسبت بعض کے وہ اولٰی اور بہ نسبت زمانہ صحابہ کے ہمراہی جنازہ سکوت
اولٰی تہا کما مر سابقًا اسواسطے رفع صوت مطلقًا مکروہ یعنی خلاف اولٰی جانتے تہے اور یہ موافق ہے روایت امام
حسن بصری رحمہ اللہ کی وہ یہ ہی انہم یستحبون خفض الصوت عند الجنازہ اور تطبیق بین الروایتین
عند المعارضہ اولٰی من ترک احدہما۔ ہٰذا ما کان عندی فی ہٰذا الباب واللہ اعلم بالصواب
حررہ الراجی رحمۃ رب البریات محمد عبدالقادر ابوالبرکات بدل اللہ سیاتہ حسنات وحفظہ عن الشرور والآفات
الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

ماکتب فی ہٰذہ الکتاب من عبارۃ الکتب
فہو صحیح لاشك فیہ کتبہ
سید مرتضی میان بن مولوی سید
سلطان میان ترمذی المنگلوریے
امام مسجد مولوی عبدالحلیم عفی عنہ
الجواب صحیح والمنکر فضیح
حررہ المسکین شرف الدین عفی عنہ وعن والدیہ
واستاذیہ

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا
واضح ہو کہ ذکر بالجہر لا الٰہ الا اللہ کا میت کو اگر بر عایت حال
اس زمانہ کرنا جائز نہین ہی ہان کراہت رفع صوت
عند الجنازہ جو بروایت بیہقی ثابت ہی وہ کراہت تحریمی نہین
بلکہ تنزیہی ہی اور ہر چند ارتکاب مکروہ تنزیہی کا ترک اولٰی ہی
لیکن بعض مشایخ ذی مثل امام شعرانی وغیرہ کو برعایت تغیر احوال
زمانہ ایسی ذکر کو عدم ذکر و کلام دنیوی وغیرہ پر ترجیح دی ہے
بقلم نیاز مند درگاہ صمدی محمد عبدالرزاق نقشبندی عفی عنہ

تحقیق انیق مجیب شفیق حق حقیق است۔ اللہ جلشانہ وعم نوالہ۔
ایشان را جزائے خیر عطا فرماید حالاً ومآلاً۔ بیشک درین زمانہ پر فتن
اظہار حق کردن و بہ مصلحت زمانہ نظر نمودن وامورات حسنہ وخیرہ را
رواج دادن کار ہمچو مولف علام ست شکر اللہ
سعیہم ورفع فی العالم الاسنی معالمہم حاصل المرام آنکہ مدار بنای
مسلمانی برین کلمہ شریفہ است وارسال رسل وانزال کتب وبعثت انبیاء
علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام برای ہمین کلمہ حمیدہ وخواندن کلمہ
طیبہ بالجہر مع الجنازہ قاری وسامع را مفید بودن بشرعا ثابت است
وبعض از کبرای علمای کرام ومحققین عظام قایل بمستحسن وہم شدہ اند
وسعی بلیغ جناب مفتی مجیب درین باب بما لا مزید علیہ است ولله الحمد والمنہ
وبنعمتہ تتم الصالحات دریجا نقل عبارت تفسیر روح البیان کہ مولفش
جامع ظاہر وباطن وعالم باعمل حنفی مذہب صوفی مشرب کامل ومکمل ہستند
مفید مدعا است۔ وہو ہٰذا وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب البشور قال
سنۃ فی الانصار اذا حملوا المیت ان یقرؤا معہ سورۃ البقرۃ یقول الفقیر فیہ
دلیل علی سنیۃ الذکر عند حمل الجنازہ لان الذکر من القرآن ولذا کان
علی الذکران ینوی التلاوۃ والذکر معا حتی ثیاب ثواب التلاوۃ بحیث
من القرآن من الذکر الماخوذ منہ انتہٰی ص ۳۹ جلد ۹ تحت آیہ وان
لیس للانسان الا ما سعی۔ کتبہ العبد الراجی الکرم
والعنایات والشفاعات من الحضرت المحمدیہ
محمد اسمعیل الحنفی القادری النقشبندی
الشاذلی کان اللہ مولاہ ویقر عینہ بمنشا
ہدیۃ مولاہ۔

باوجودیکہ عادت اونکی اپنی تالیفات مین تردید قول مخالف ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مجوزین سے ہین
مولانا بحر العلوم رحمہ اللہ ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین والحق ان الجهر بالتکبیر وسائر الاذکار
مشروع ومندوب الیہ قطعا کالاخفا به لکن الکلام فی انه هل لهذا الوقت مخصوص
شرع التکبیر ام لا وهذ یصلح للخلاف سواء کان بالجهر او الاخفا فالحق ما یفید البحر الرائق
ان لیس عنده فی وقت الذهاب ذکر مخصوص به من التکبیر وعندهما فیه ذکر
مخصوص به اما نفس التکبیر فذکر الله تعالی مشروع ومندوب فی کل وقت جهرا
واخفاء قال الفقیه ابو جعفر لا یمنع من التکبیر فی هذا الیوم للعامة لان فیهم
تهاونا عن الذکر فلیذکروا ان شاؤا وهذا ایضا یرشدك ان لا کراهة فی الذکر بالجهر
والا لما حکم بعدم المنع لان التهاون عن المکروه ضروری فافهم انتهی ان عبارات
اکابر علماء حنفیہ حاملان شریعت محمدیہ ماہران علوم شرعیہ سے ظاہر کہ ذکر جہر بدون عروض عوارض
مانند مثل اخفا کے ہر وقت جائز ومشروع ومندوب ہی اور بعض فواید جیسے اخفا مین ہین جہر مین
نہین ایسی ہی بعض فواید جہر مین ہین اخفا مین نہین ہان بہ نسبت بعض اوقات اور بعض اشخاص
کے کبھی ذکر جہر افضل ہوتا ہے اور کبھی اخفا تو پھر ذکر مع الجنازہ جو ایک فرد ہی مطلق ذکر جہر کی کس
طرح بوجہ جہر ہونیکے حرام یا مکروہ تحریمی ہو سکتا ہے کیونکہ فرد مندوب مندوب ہی ہونا چاہئے پھر اگر مندوب
نہین تو جائز ہونے مین کچھ کلام نہین اور امر جائز بدون عروض عارض ہرگز مکروہ تحریمی نہین ہو سکتا
ہان مکروہ تنزیہی بمعنی خلاف اولی ہو سکتا ہے اور حالت جنازہ چونکہ مقتضی سکوت وتفکر موت تھی اس
واسطے بعض فقہاء نے کہا رفع صوت اگرچہ بالذکر ہو مکروہ ہی یعنے خلاف اولی ہے مگر اس زمانہ مین
اکثر لوگ ساتھ جنازہ کے مشغول بلہو ولعب واحادیث دنیا جاتے ہین بعض محققین علماء نے ذکر
جہر کو ساتھ اوسکے اولی جانا اور منع اوس سے مناسب سمجھا بلکہ مانعین کے حق مین فرمایا قاصرین
فہم شریعت سے اگر ذکر جہر مکروہ تحریمی ہوتا تو ہرگز کوئی عالم رخصت نہ دیتا چنانچہ بحر العلوم رحمہ اللہ
عبارت سے ظاہر ہے کہ رخصت واجازت دینا عوام کو ذکر بالجہر یعنے تکبیر کی دلیل ہے اس بات کی
مکروہ تحریمی نہین ہے کیونکہ منع کرنا اور تہاون مکروہ تحریمی سے امر ضروری ہے اب رہا حال
بعض دلایل جزئیہ کا جو درباب کراہت تحریمی کتابون مین ہین سو آیہ ان اللہ لا یحب المعتدین

کے ساتھ استدلال خود علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ منقول ہوا کہ مردود ہی اور راجح اسکی تفسیر مین
جیسا کہ سیوطی کی نتیجۃ الفکر سے اور علامہ رملی کے قول سے ظاہر ہوتا ہی یہہ ہے کہ مراد اعتدا سے تجاوز کرنا
دعا مین مامور بہ سے اور اختراع کرنا ایسی دعاء کا جسکی کچھہ شرع مین اصل نہو جیسا کہ دلالت کرتی ہے
اسپر روایت ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابو داؤد وابن ماجہ وابن حبان وحاکم وبیہقی کی عبد اللہ بن
مغفل سے انه سمع ابنه یقول اللهم انی اسئلك القصر الابیض عن یمین الجنة اذا
دخلتها فقال ای ابنی سل الله الجنة وتعوذ به من النار فانی سمعت رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم یقول سیکون فی هذه الامة قوم یعتدون فی الدعاء
والطهور انتہی اسکے سوا اور بعض روایات اوسکی موید ہین بخوف طوالت اسی پر اکتفاء کی گئی پھر
وجود اسکے اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ معتدین سے مراد مجاہرین ہین تو اس سے جہر بالدعاء کی ممانعت
ثابت ہوتی ہے اور دعاء اگرچہ ذکر ہے مگر ہر ذکر دعا نہین اور واسطے دعاء کے بعض خصوصیات ہین
دوسرے ذکر مین نہین تو پھر جہر بالدعاء کے ممانعت سے ذکر بالجہر مطلقا کیونکر ممنوع ہو جائیگا علاوہ
اسکے مین ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ سے جو استدلال بطریق مفہوم مخالف ہی اور مفہوم مخالف حنفیہ
کے یہان حجت نہین کما هو مصرح فی کتب الاصول اور آیت اذکر ربك تضرعا وخفیة
سے جو استدلال اوپر کراہت ذکر جہر کے کیا گیا ہے اوسکا ایک جواب تو علامہ رملی رحمہ اللہ سے گذرا
کہ یہہ حکم بسبب عذر کے تہا کہ کافر قرآن سنکر قرآن اور منزل قرآن کو برا کہتے تھے اور اب وہ عذر زائل
ہو گیا اور یہہ حکم باقی نرہا اور دوسرا جواب بحر العلوم رحمہ اللہ نے دیا ہے اور فرمایا استدلال مانعین
کا آیت شریف کے ساتھہ فاسد ہے چنانچہ ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین والاستدلال
بقوله تعالی واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخفیة ودون الجهر من القول فانه
یدل علی منع الجهر بالذکر فلا یعارضه فعل صحابی لان الایة قاطعة فاسد لان
الذکر مندوب البتة قطعا کما یدل علیه حدیث من ذکرنی فی نفسه ذکرته
فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منهم والاحادیث فی هذا المعنی کثیرة
فلا بعد فی ان یکون متواترة المعنی وفی الایة یجوز ان یکون دون بمعنی عند
یعنی اذکر فی نفسك بالتضرع والخوف عند الجهر بالقول والمقصود انه بجهر

مواطاۃ القلب للسان فی الجھر لان یجھر مع ذھول القلب وللآیۃ تاویلات اخر
فی مواضعھا انتھے یہ حال تو اقوی دلائل المغین کا ہے باقی دوسرے دلائل تو اوھن من نسج
العنکبوت ہین از انجملہ قولہ تعالیٰ اذ نادی ربہ نداء خفیا **اولاً** یہ درباب دعا ہے
سابقاً مذکور ہوا کہ دعا کو ایک خصوصیت ہی اخفا کے ساتھ کہ دعا خفی اقرب الی الاجابۃ ہی تو پہر اس سے
استدلال مطلق ذکر جہر کی ممانعت پر صحیح نہین اور **ثانیاً** اس سے استحباب و افضلیت اخفا کی ثابت
ہوتی ہی نہ وجوب اور ترک مستحب کیکے نزدیک مکروہ تحریمی نہین اور از انجملہ حدیث فیا ایھا الناس اربعوا علے انفس
الحدیث ہی یہ درباب جہر مفرط ہی نہ مطلق جہر جیسا کہ لفظ اربعوا اسپر دال ہی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی
اسکے شرع مین لکہتے ہین کہ یہ منع جہر سے واسطے تیسیر وارفاق کے ہے نہ اسواسطے کہ جہر غیر مشروع ہے
رسالہ توصیل المرید الی المراد مین لکہتے ہین چہ سیاق حدیث ولالت دارد بران کہ منع ازان نہ از جہت عدم
است بلکہ از جہت طلب آسانی و راحت و کفایت اسرار در مقصود و جہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باذکار
در بسیاری از مواضع ثابت شدہ و عمل سلف بدان بثبوت پیوستہ و در صحیح بخاریست کہ چون مہاجرین وانصار
در بامداد سرد حفر خندق مینمودند و تعب وجوع میکشیدند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمشاہدہ این حال
تسلیہ و تسکین ایشان میفرمودند اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرہ
وایشان درجواب میفرمودند نحن الذین بایعوا محمدا لما بقینا ابدا انتھے از انجملہ نفس کا شدید الم
طرف ریا و سمعہ کے الخ یہ حجت عقلی ہی مفید اولویت اخفا دعا ہے نہ وجوب اور نہ اولویت اخفا مطلق
کما لا یخفے اور از انجملہ فرمانا حضرت ابن مسعودؓ کا جنازہ کے ساتھ ہنسنے والیکو لا کلمتک ابدا ہے او
یہ کلام بمقابلہ ضحک ہی جو داخل لہو ولعب ہے اور بحث ذکر بالجہر مین ہی اوسکو ما نحن فیہ سے کیا تعلق ضحک
کے ساتھ اگر مکروہ تحریمی ہو تو ذکر اللہ بہی مکروہ تحریمی ہوجائیگا وھو کما تری اور **ثانیاً** بفرض محال
تسلیم ہی کیا جاوے کہ یہ کلام دال ہے او سپر کراہت تحریمی ذکر جہر کے مطلقا تو ہی صلاحیت معارضہ
احادیث متواتر المعنی کی نہین رکہتا اور از انجملہ روایت بیہقی ہے کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یکرھون رفع الصوت عند ثلاث عند القتال وعند الجنازہ وعند
اس روایت مین تصیص اوپر کراہت تحریمی ذکر کے نہین ہے احتمال ہے کہ کراہت تنزیہی ہو اور
احتمال راجح ہے کیونکہ بتحقیق اکابر علماء حنفیہ سابقاً معلوم ہوا کہ جہر بالذکر اور اخفا بالذکر ہر دو جائز

ومندوب ہین اور احادیث درباب ذکر جہر متواتر المعنی ہین ہان بعض اوقات بعض اشخاص کی نسبت
یہ اولی اور بعض وقت بہ نسبت بعض کے وہ اولیٰ اور بہ نسبت زمانہ صحابہ کے ہمراہی جنازہ سکوت
اولیٰ تہا کما مر سابقاً اسواسطے رفع صوت مطلقاً مکروہ یعنی خلاف اولیٰ جانتے تہے اور یہ موافق ہے روایت امام
حسن بصری رحمہ اللہ کی وہ یہ ہی انہم یستحبون خفض الصوت عند الجنازہ اور تطبیق بین الروایتین
عند المعارضہ اولیٰ من ترک احدہما۔ ھذا ما کان عندی فی ھذا الباب واللہ اعلم بالصواب
حررہ الراجی رحمۃ رب البریات محمد عبد القادر ابوالبرکات بدل اللہ سیاتہ حسنات وحفظہ عن الشرور والآفات
الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ماکتب فی ھذہ الکتاب من عبارۃ الکتب
فھو صحیح لاشک فیہ کتبہ
سید مرتضی میان بن مولوی سید
سلطان میان ترمذی المنگلوری
امام مسجد مولوی عبد الحلیم عفی عنہ
الجواب صحیح والمنکر فضیح
حررہ المسکین شرف الدین عفی عنہ وعن والدیہ
واستاذیہ

حامدا ومصلیا ومسلماً
واضح ہو کہ ذکر بالجہر لا الہ الا اللہ کا میت کے آگے برعایت حال
اس زمانہ کرنا جائز نہین ہی ہان کراہت رفع صوت
عند الجنازہ جو بروایت بیہقی ثابت ہی وہ کراہت تحریمی نہین
بلکہ تنزیہی ہی اور ہر چند ارتکاب مکروہ تنزیہی کا ترک اولی ہی
لیکن بعض مشایخ نے مثل امام شعرانی وغیرہ کے برعایت تغیر احوال
زمانہ ایسے ذکر کو عدم ذکر و کلام دنیوی وغیرہ پر ترجیح دی ہے
بقلم نیاز مند درگاہ صمدی محمد عبد الرزاق نقشبندی عفی عنہ

تحقیق انیق مجیب شفیق حق حقیق است۔ اللہ جلشانہ وعم نوالہ
ایشان را جزائے خیر عطا فرماید حالا ومآلا۔ بیشک درین زمانہ پر فتن
اظہار حق کردن و بر مصلحت زمانہ نظر نمودن و امورات حسنہ وخیر را
رواج دادن کار ہمچو مولف علام ست شکر اللہ
سعیہم ورفع فی العالم الاسنی معالمہم حاصل المرام آنکہ مدار بنای
مسلمانی برین کلمہ شریفہ است وارسال رسل وانزال کتب وبعثت انبیاے
علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام برائے ہمین کلمہ حمیدہ و خواندن کلمہ
طیبہ بالجہر مع الجنازہ قاری وسامع را مفید بودن شرعا ثابت است
وبعض از کبرای علماے کرام ومحققین عظام قایل مستحسن وہم شدہ اند
وسعی بلیغ جناب مفتی مجیب درین باب بما لا مزید علیہ است وللہ الحمد والمنہ
وبنعمتہ تتم الصالحات درینجا نقل عبارت تفسیر روح البیان کہ مولفش
جامع ظاہر وباطن وعالم باعمل حنفی مذہب صوفی مشرب کامل ومکمل مستند
مفید مدعا ست۔ وہو ہذا وقد ذکر السمرقندی فی کتاب البشور قال
سنتہ فی الانصار اذا حملوا المیت ان یقرؤا معہ سورۃ البقرۃ یقول الفقیر فیہ
دلیل علی سنیۃ الذکر عند حمل الجنازہ لان الذکر من القرآن ولذا کان
علی الذاکر ان ینوی التلاوۃ والذکر معا حتی یثاب ثواب التلاوۃ ویخرج
من القرآن من الذکر الماخوذ منہ انتہی ص ٣٩ جلد ٩ تحت آیہ وان
لیس الانسان الا ما سعی۔ کتبہ العبد الراجی الکرم
والعنایات والشفاعات من الحضرۃ المحمدیہ
محمد اسمعیل الحنفی القادری النقشبندی
الشاذلی کان اللہ مولاہ ویقر عینہ بمشاہدۃ مولاہ۔

تحریر علماء کرام بدایون مع مہر اطہر اعلیحضرت عظیم البرکۃ مجمع المکارم والمفاخر مرجع الاکابر والاصاغر بحر زاخر سحاب ماطر امام الباطن والظاہر جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبد القادر عمت برکاتہم علی کل غایب و حاضر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علے رسولہ الکریم

ونسئل التوفیق والعصمۃ من اللہ فلا حول ولا قوۃ الا بہ وھو العلی العظیم

فی الواقع جواز ذکر جہر تہلیل وتسبیح کا بغرض صحیح بغیر عروض ولزوم کسی امر ممنوع ومذموم کے از روی تحقیق محققین تطبیق آیات واحادیث وآثار واقوال فقہا سے بخوبی ثابت ہے اور روایات ممانعت کو محققین نے مقید کر دیا ہے ساتھ خلاف مصلحت یا لزوم مضرت کے کما حققہ شاہ ولی اللہ الدہلوی فی القول الجمیل والعلی القاری فی المرقاۃ وغیرہما فی غیرہما اور عید الفطر میں جو راہ عیدگاہ میں تکبیر جہر کا اختلاف ہے اور اسیطرح تکبیر تشریق کے عدد ایام میں جو اختلاف ہے وہ بھی محققین کے نزدیک اوسکے مسنون وافضل ہونے میں ہے اس سے حرمت وممانعت جہر مذکور کا مطلقا محقق ہونا عند المحققین ثابت نہیں ہے قال فی غنیۃ المستملی فی بحث الاختلاف فی جہر تکبیر طریق المصلی یوم الفطر والذی ینبغی ان یکون الخلاف فی استحباب الجہر وعدمہ لا فی الکراہۃ وعدمہا فعندہما یستحب الجہر وعندہ الاخفاء افضل وذلک لان الجہر قد نقل عن کثیر من السلف کابن عمر وعلی وابی امامۃ والنخعی وابن جبیر وعمر بن عبد العزیز وابن ابی لیلی وابان بن عثمان وحماد ومالک واحمد وابی ثور ومثلہ عن الشافعی ذکرہ ابن المنذر فی الاشراق قال الفقیہ ابو جعفر والذی عندی انہ لا ینبغی ان یمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ رغبتہم فی الخیرات وبہ ناخذ الخ قال فی الحموی حاشیۃ الاشباہ والاختلاف فی عدد تکبیر التشریق لا یدل علی ان الجہر بدعۃ لان الخلاف بناء علی کونہ سنۃ زایدۃ علی اصل الفعل وفی تفسیر الثعالبی لا یحب المعتدین ای الجہر بالدعاء من الاعتداء فیدل علی کراہتہ وفی اجوبۃ الامام الزاہد الخوارزمی انہ بدعۃ لا یخیر ولا یمنع ثم قال جوزہ یحب الذاکرین اللہ تعالی کثیرا وفیہ ذکر الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی کتابہ المسمی ببیان ذکر الذاکر المذکور والشاکر المشکور ما نصہ واجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالی جماعۃ فی المساجد وغیرہا من غیر نکیر الا ان یشوش جہرہم بالذکر علی نائم او مصلی او قاری کما ہو مقرر فی کتب الفقہ انتہی اور استدلال کراہت ذکر جہر عید الفطر پر جو بعض علماء کے اقوال سے

آیہ کریمہ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر الآیۃ وغیرہا سے واقع ہوا ہے محققین نے اوسکے جوابات مفصلہ فی مواقعہا تحریر فرمائے ہیں منہا ما افاد ملک العلماء بحر العلوم فی الارکان الاربعۃ الاستدلال بقولہ تعالی واذکر ربک الخ بانہ یدل علی منع الجہر بالذکر فلا یعارضہ فعل صحابی لان الآیۃ قاطعۃ فاسد لان الجہر بالذکر مندوب الیہ قطعا کما یدل علیہ حدیث من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم والاحادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ لا یبعد فی ان یکون متواترۃ المعنی وفی الآیۃ یجوز ان یکون دون بمعنی عند والمعنی اذکر اللہ فی نفسک بالتضرع والخوف عند الجہر بالقول والمقصود انہ یجب مواطاۃ القلب اللسان فی الجہر لان الجہر مع ذہول القلب وللآیۃ تاویلات اخر مذکورۃ فی مواضعہا قال فی فتح القدیر ان الخلاف انما ہو فی الجہر بالتکبیر واما نفس التکبیر فمندوب الیہ قطعا فی کل وقت ہذا والحق ان الجہر بالتکبیر وسائر الاذکار مشروع ومندوب الیہ قطعا کالاخفاء ولکن الکلام فی انہ ہل لہذا الوقت بخصوصہ شرع التکبیر ام لا وہذا یصلح للخلاف سواء کان بالجہر والاخفاء واما نفس التکبیر فذکر اللہ مشروع ومندوب فی کل وقت جہرا او اخفاء فیہ قال الفقیہ ابو جعفر لا یمنع من التکبیر فی ہذا الیوم للعامۃ لان فیہم تہاونا عن الذکر فلیذکروا ان شاؤا وہذا ایضا یرشد الی ان لا کراہۃ فی الذکر بالجہر الا الحکم بعدم المنع لان التہاون عن المکروہ ضروری انتہی وفی ہذا غنی عن سرد العبارات الآخر اور تہلیل وتسبیح وکلمہ طیبہ کا واسطے میت کے نافع ومفید وموجب نجات وبرکات ہونا تو احادیث وآثار سے اسطرح ثابت ہے کہ محتاج استدلال نہیں - بالجملہ اس امر مروج مسلمین صالحین کو جو جامع خیر ومانع شر ہے جس کا سوال میں ذکر ہے اور علامہ مجیب نے بحوالہ امام ہمام نابلسی وغیرہ کی بکمال تحقیق اوسکو ثابت کیا ہے حرام اجماعی ٹہرانا اور علیین ومجوزین کو گمراہ بتانا محض فساد وعناد ہے واللہ یہدی الی الرشاد

در المجیب المصیب لی بتحقیق عجیب
محمد فضل احمد الصدیقی البدایونی

ہذا ہو القول الفصل
علیہ یعتمد ویعول محمد
فضل المجید فاروقی
بدایونی عفی عنہ

المجیب مصیب
حررہ الفقیر
عبد القادر القادری
عفی عنہ
[مہر: عبد القادر محب الرسول قادری]

ومنہ الہدایۃ وعلیہ التکلان والاعتماد
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
کتبہ
محمد عبد المقتدر مطیع الرسول عفی عنہ
از مدرسہ قادریہ بدایون
[مہر: عبد المقتدر مطیع الرسول]

بہذا یوخذ وبہ یفتی فانہ الحق الحقیق الذی بالاتباع احری
کتبہ محمد عبد القیوم القادری البدایونی عفی عنہ

تحریر منیر فاضل کبیر کامل نحریر امام العلماء المحققین مقدام الفضلاء المدققین عالم عظیم الشان
جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی دام فیضہم الصوری والمعنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

اللهم لك الحمد فی الواقع لوگوں کو ذکر مذکور سے منع نہ کیا جائیگا مسئلہ جہر مختلف فیها
اور اطلاقات قرآن عظیم وارشادات احادیث کثیرہ مثل حدیث قدسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته
فی ملاء خیر منهم رواه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرہ
واحمد عن انس [٢] بسند صحیح [٣] والطبرانی فی الکبیر والبزار فی المسند باسناد جید والبیهقی
فی الشعب کلهم عن ابن عباس [٤] والطبرانی فیه بسند حسن عن معاذ بن انس رضی الله
تعالی عنهم ولفظ هذا الا ذکرنی فی ملاء الا ذکرته فی الرفیق الاعلی وحدیث [٥] اذا
بریاض الجنة فارتعوا قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر اخرجه احمد والترمذی
وحسنه والبیهقی فی الشعب عن انس [٦] وابن شاهین فی الترغیب فی الذکر عنه وعن ابی
هریرة رضی الله تعالی عنهما وحدیث [٧] یا ایها الناس ان الله سرایا من الملئکة
تحل وتقف علی مجالس الذکر فی الارض فارتعوا فی ریاض الجنة قالوا واین ریاض
الجنة قال مجالس الذکر الحدیث رواه ابن ابی الدنیا وابو یعلی والبزار والطبرانی
فی الاوسط والحکیم والحاکم والبیهقی فی الشعب وابن شاهین وابن عساکر عن جابر
بن عبد الله رضی الله تعالی عنهما صحح الحاکم سنده وهو حدیث حسن وحدیث
لا یقعد قوم یذکرون الله الا حفتهم الملئکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم
السکینة وذکرهم الله تعالی فیمن عنده اخرجه احمد ومسلم والترمذی وابن
ماجة وابن حبان وابو نعیم فی الحلیة کلهم عن ابی هریرة وعن ابی سعید الخدری
جمیعا رضی الله تعالی عنهما وحدیث اکثروا ذکر الله تعالی حتی یقولوا مجنون
احمد وابو یعلی وابن حبان والحاکم والبیهقی فی الشعب عن ابی سعید رضی الله تعالی بسند
صحیح وحدیث اکثروا ذکر الله حتی یقول المنافقون انکم مراؤن اخرجه سعید بن منصور

سنه واحمد فی کتاب الزهد الکبیر والبیهقی فی الشعب عن ابی الجوزاء اوس بن عبد الله
ربعی مرسلا ووصله الطبرانی فی الکبیر وابن شاهین فی ترغیب الذکر عن ابن عباس
رضی الله تعالی عنهما بلفظ اذکروا الله ذکرا یقول المنافقون انکم تراؤن وحدیث [١٢]
غنیمة مجالس اهل الذکر الجنة رواه احمد والطبرانی فی الکبیر عن عبد الله بن عمرو
بن العاص رضی الله تعالی عنهما بسند حسن وحدیث [١٣] یقول الرب عزوجل یوم
القیمة سیعلم اهل الجمع من اهل الکرم قیل ومن اهل الکرم یا رسول الله قال
اهل مجالس الذکر فی المساجد اخرجه احمد وابو یعلی وسعید وابن حبان وابن شاهین
البیهقی عن ابی سعید رضی الله تعالی عنه وحدیث [١٤] ان رسول الله صلی الله تعالی علیه
وسلم خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما اجلسکم ههنا قالوا جلسنا نذکر الله قال
اتانی جبریل فاخبرنی ان الله عزوجل یباهی بکم الملئکة رواه مسلم والترمذی
النسائی عن معویة بن ابی سفین رضی الله تعالی عنهما هذا مختصر وحدیث [١٥] یرحم
الله ابن رواحة انه یحب المجالس التی یتباهی بها الملئکة اخرجه احمد بسند حسن
انس بن ملك رضی الله تعالی عنه وفی الحدیث قصة فیها التداعی الی مجالس الذکر
استحسان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ذلك وحدیث [١٦] عن یمین الرحمن وکلتا
یدیه یمین رجال لیسوا بانبیاء ولا شهداء یغشی بیاض وجوههم نظر الناظرین
یغبطهم النبیون والشهداء بمقعدهم وقربهم من الله عزوجل قیل یا رسول الله من هم
وحدیث هم جماع من نوازع القبائل یجتمعون علی ذکر الله تعالی فینتقون اطائب الکلام
ینتقی اکل التمر اطائبه رواه الطبرانی فی الکبیر بسند لا باس به عن عمرو بن عبسه
نحوه بسند حسن عن ابی الدرداء رضی الله تعالی عنهما وحدیث [١٨] کل مجلس یذکر اسم
فیه تحف به الملئکة حتی ان الملئکة یقولون زیدوا زادکم الله والذکر
واسعد بینهم وهم ناشروا اجنحتهم اخرجه ابو الشیخ عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه
حدیث [١٩] ما من قوم اجتمعوا یذکرون الله عزوجل لا یریدون بذلك الا وجهه
ناداهم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیاتکم حسنات رواه

احمد بسند حسن وابویعلی وسعید بن منصور والطبرانی فی الاوسط والبزار وابن شاهین
والضیاء فی المختارہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۲۰] والحسن بن سفین والطبرانی فی الکبیر
والبیہقی فی الشعب عن سہل بن الحنظلیۃ والعسکری[۲۱] وابوموسیٰ کلاھما فی الصحابۃ عن
حنظلۃ العبشمی والبیہقی[۲۲] فی الشعب عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہم
وحدیث[۲۳] طویل ملئکہ سیاحین سیارہ فضل اخرجہ الشیخان وغیرھما عن ابی ہریرہ
والبزار[۲۴] عن انس والطبرانی[۲۵] فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
وغیرہ ذلک جانب جواز ومذہب ہو مگر علاوہ حق یہہ ہے کہ نفس ذکر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلا متعلق نہی وقبح نہین نہ وہ ہرگز غیر معقول المعنی بلکہ ذکر اہم واعظم مقاصد
شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے معنی اعم پر وہی اہم واعظم مقاصد بلکہ حقیقۃ وہی مراد ومقصود وم
ومآل جملہ مقاصد ہے۔ یہی عارض بوجہہ عارض راجح بعارض ہوگی نہ عامہ بذکرہ جیسے محل رعا سمعہ مین
جہر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراد مختصہ بعارض جیسے کنیف وغیرہ موضع نجاسا
مین ذکر لسان یا ہنگام اغارت علی المشرکین یا قصد اختفاء عن المعاندین ذکر بالاعلان کما بین
منہ المحقق العلامۃ خیر الملۃ والدین الرملی فی فتاواہ الخیریہ لنفع البریہ اف
ولا یذھبن عنک انا لا نقول بالمفہوم فالتمسک بمثل قولہ عزوجل واذکر ر
فی نفسک لا اراہ یتم علی اصولنا واما قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر الذکر
الخفی فالخیر لا ینفی الغیر بل ھو فی الجواز کما تری وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وس
ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فی واقعۃ عین وقد حمل علی بعض ما ذکرنا کما بین
فی الوجیز وغیرہ وبالجملۃ فالمسالۃ ذات شجون تستاھل ان تصیر سفرا مجلدا
پھر جہان عوارض ظاہرہ نہ ہون مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنا پر مادہ خاصہ مین حکم لگا دینا اسارت ظن المسلمین
ہے جس کیطرف سبیل نہین قال تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم وقال صلی اللہ علیہ
افلا شققت عن قلبہ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن
اکذب الحدیث عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب ان ھذا
لشئ عجاب پھر مقاصد شرعیہ پر مطلع مطلع کہ جو امر فی نفسہ شرعا خیر ومندوب اور کراہ

مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربۃً اوس کا ترک منجر بمنہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اوس سے منع نصیحت
نہین بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہو ولہذا علماء کرام فرماتے ہین عوام کو صلاۃ عند الطلوع سے منع
کرین ور مختار مین ہے۔ الا العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء
جائز عند البعض اولی من الترک کما فی القنیۃ وغیرھا ردالمحتار مین ہے وعزاہ صاحب
مصفی الی الامام حمید الدین عن شیخہ الامام المحبوبی والی شمس الائمۃ الحلوانی
عزاہ فی القنیۃ الی الحلوانی والنسفی الخ اور تجارت متطاولہ شاہد لہ عوام اگر مشتغل بذکر
نہ ہون مشتغل بفضول کلام وہزل ولغط ہوتے ہین کہ جنائز مین اجماعاً مکروہ وممنوع تو ذکر الٰہی سے
کنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہین خصوصاً یہان تو حکماے شریعت علماے امت نے عدم
ع کو ابتلا بمکروہ اجماعی پر بھی موقوف نہ رکھا بلکہ کہین صرف ذکر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ
الیٰ علیہ وسلم کی فی نفسہ خیریت کہین اوسکے ساتھ امور خیر کیطرف عوام کی قلت رغبت پر بنائی کار
اور باوصف بیان حکم مسئلہ اونہین منع نہ کرنے کی تصریح کی امام شمس الائمہ کردری وجیز مین
ہی نقل فرماتے ہین۔ ان الذکر بالجہر فی المسجد لا یمنع احترازا عن الدخول تحت قولہ
الیٰ ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ الخ تبیین الحقائق وفتح القدیر
ر الحکام وبحر الرائق ومجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ مین ہے قال ابو جعفر لا ینبغی ان یمنع
امۃ عن ذلک لقلۃ رغبتہم فی الخیرات محیط پھر ہندیہ مین ہے قال الفقیہ ابو جعفر
ت شیخی ابا بکر یقول سئل ابراھیم عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق والجہر
قال ذلک تکبیر الحوکۃ وقال ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ انہ یجوز قال الفقیہ
لا امنعہم عن ذلک بحر ودر مین ہے ہذا کلہ انما ھو بحسب حال الانسان والا فالعوام
منعون من تکبیر وکذا فی التنفل قبلہا اھ مختصرا طحطاوی وشامی مین زیر قول در
للخواص لکنہا الظاہر ان المراد بہم الذین لا یؤثر عندہم الزجر غلوا ولا کسلا
یفضی بہم الی الترک اصلا غنیہ مین ہے قال الفقیہ ابو جعفر والذی عندنا انہ
نبغی ان تمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ رغبتہم فی الخیرات وبہ ناخذ یعنی انہم
منعوا عن الجہر بہ لا یفعلونہ سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی

یعلم ان الاسرار ھوالافضل رحمانیہ مین ذخیرہ سے ہے وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث
ان عبارات علماء سے یہہ بھی واضح ہوگیا کہ جہر مین کراہت بھی ہے تو نہ اسقدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت
کر سکے و لہذا جب منع جہر مین ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دینگے اور کراہت جہر
لحاظ نکرینگے الصا فا یہہ شان صرف کراہت تنزیہیہ مین ہوسکتی ہے جسکا حاصل خلاف اولی
نہ کہ ممنوع و ناجائز ہونا کیف وقد علم شرعا ونصوا علیہ ان ترك ذرة مما
اللہ تعالے عنہ خیر من نطوع الثقلین ۔ بالجملہ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصلحت
ہے فان افسادہ اکثر من اصلاحہ نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر و شرک و ضلال و حرا
کہ نجدیت واضحہ وجہالت فاضحہ ہین مسائل اختلافیہ ائمہ مین حکم بحرمت قطعیہ کا بھی محل نہین چہ جا
ضلال و کفر والعیاذ باللہ تعالے بفرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہوتا تاہم ایسی
باطلہ کی شناخت اس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تھی یہہ وقایق تدلیس و تلبیس ابلیس لعین سے
کہ آدمی کو نہی عن المنکر کے پردے مین منکر اشد و انکر کا مرتکب کردیتا ہے ۔ ولا حول ولا
الا باللہ العلی العظیم تحفہ اثنا عشریہ مین ہے ہر کہ باوجود اینہمہ
جازم نماید بے باک و بے احتیاط ست و ہمین ست شان محتاطین از علماے راسخین کہ در اجتہ
مختلف فیہا جزم باحد الطرفین نمی کنند علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ مین فرماتے ہی
المسالۃ متی امکن تخریجہا علی قول من الاقوال فلیست بمنکر یجب انکا
والنہی عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنہی عنہ اہ ملخص
واللہ تعالے اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

ما حققہ مولنا مد ظلہ احق بالاتباع



عفی عنہ محمد بن المصطفی النبی الامی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفی احمد رضا خان

تحریر منیر فاضل اجل عالم اکمل جناب فیضماب مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب دامت فیوضہم مدرس اعلی مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما اما بعد

بندہ راقم نے رسالہ جناب مولانا مولوی عمر الدین صاحب دیکھا ما شاء اللہ تعالے مولوی صاحب نے
بڑی محنت کی ہے اور تحقیق سے لکھا ہے اگرچہ ہمارے علماء فقہاء رفع الصوت بالذکر کی کراہت تحریمیہ
و تنزیہیہ کی ہمراہ جنازہ کے قائل ہوے ہین لیکن چونکہ اختلاف حالات زمانہ سے احکام مختلف
ہوجاتے ہین اور بعض امور جو زمانہ سلف صالح مین مکروہات مین سے تھے اس آخر زمانہ مین مستحسنات
مین ہوگئے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح شرح سفر السعادۃ صفحہ ٢٠٢ مین فرماتے ہین آنچہ مصنف
ذکر کردہ حق است و احادیث صحیحہ درین باب وارد و اصل سنت در زمان نبوت و خلفاء راشدین و
صحابہ ہمین بود لیکن بعد ازان این تکلفات در مقابر پیدا شد و مفاخرت و مباہات بدان راہ یافتہ
و در آخر زمان بجہت اقتضاء نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشایخ و عظماء
دیدہ چیزہا افزودند تا از انجا ابہت و شوکت اہل اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصا در دیار
ہندوستان کہ اعداء دین از ہنود و کفار بسیار اند و ترویج و اعلاے شان این مقامات باعث رعب
و انقیاد ایشان است و بسا اعمال و افعال و اوضاع در زمانہ سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان
از مستحسنات گشتہ انتہی ۔ اس بیان شیخ موصوف سے واضح ہے کہ بعض ایسی چیزین جو زمانہ سلف مین
مکروہات سے تھین وہ آخر زمانہ مستحسنات سے بسبب عروض عوارض کے ہوگئے ہین چونکہ لوگون نے
مقابر مین تکلفات کرنا شروع کیے اور اوسپر فخر و بڑائیان کرنے لگے اگر بزرگان دین مشایخ کرام و اولیاء
عظام کی مقابر کی تعمیر و ترویج نہ کیجاوے تو عوام لوگون کی نظرون مین اونکی شوکت و بزرگی نہ رہیگی
جس سے اونکے اعتقاد مین فرق آویگا اس عارض کیواسطے مقابر اولیاء کی تعمیر و ترویج بالعرض مستحسن
ہوگئی اور یہہ عارض زمانہ صحابہ رض مین نہ تہا تو اس تعمیر و ترویج مقابر کا استحسان بھی نہ تھا اس قسم
کے بہت سے مسایل ہین کہ بنا بر عارض کے اون کا جواز و استحسان ہے اور وہ عوارض

احمد بسند حسن وابو یعلی وسعید بن منصور والطبرانی فی الاوسط والبزار وابن شاهین
والضیاء فی المختارہ عن انس رضی اللہ تعالی عنه[20] والحسن بن سفین والطبرانی فی الکبیر
والبیهقی فی الشعب عن سهل بن الحنظلیه والعسکری[21] وابو موسی کلاهما فی الصحابة عن
حنظلة العبشمی والبیهقی[22] فی الشعب عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالی عنهم
وحدیث[23] طویل ملئکه سیاحین سیاره فضل اخرجه الشیخان وغیرهما عن ابی هریرة
والبزار[24] عن انس والطبرانی[25] فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهم اجمعین
وغیرہ ذلک جانب جواز ومذہب ہے مگر علاوہ حق یہ ہے کہ نفس ذکر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلا متعلق نہی وقبح نہین نہ وہ ہرگز غیر معقول المعنی بلکہ ذکر اہم واعظم مقاصد
شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے معنی اعم پر وہی اہم واعظم مقاصد بلکہ حقیقة وہی مراد ومقصود ومر
وبآل جملہ مقاصد ہے۔ نہی عارض بوجہ عارض راجح بعارض ہوگی نہ عائد بذکر جیسے محل ریا سمعہ مین
جہر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراد مختصہ بعارض جیسے کنیف وغیرہ مواضع نجاسات
مین ذکر لسان یا ہنگام اغارت علی المشرکین یا قصد اختفا عن المعاندین ذکر بالاعلان کما بین
منه المحقق العلامة خیر الملة والدین الرملی فی فتاواہ الخیریه لنفع البریه اقول
ولا یذهبن عنك انا لا نقول بالمفهوم فالتمسك بمثل قوله عز وجل واذکر ربك
فی نفسك لا اراه یتم علی اصولنا واما قوله صلی اللہ تعالی علیه وسلم خیر الذکر
الخفی فالخیر لا ینفی الغیر بل هو فی الجواز کما تری وقوله صلی اللہ تعالی علیه وسلم
ایها الناس اربعوا علی انفسکم فی واقعة عین وقد حمل علی بعض ما ذکرنا کما بین
فی الوجیز وغیرہ وبالجملة فالمسالة ذات شجون تستاهل ان تصیر سفرا مجلدا
پھر جہان عوارض ظاہرہ نہ ہون مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنا پر مادہ خاصہ مین حکم لگا دینا اسارت ظن المسلمین
ہے جس کی طرف سبیل نہین قال تعالی ولا تقف ما لیس لك به علم وقال صلی اللہ علیه
افلا شققت عن قلبه وقال صلی اللہ تعالی علیه وسلم ایاکم والظن فان الظن
اکذب الحدیث عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب ان هذا
لشیء عجاب پھر مقاصد شرعیہ پر مطلع کہ جو امر فی نفسہ شرعا خیر ومندوب اور کراہت

مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربة اوس کا ترک منجر بمنہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اوس سے منع نصیحت
نہین بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہو ولہذا علمائے کرام فرماتے ہین عوام کو صلاة عند الطلوع سے منع
نہ کرین درمختار مین ہے۔ الا العوام فلا یمنعون من فعلها لانهم یترکونها والاداء
الجائز عند البعض اولی من الترك کما فی القنیة وغیرها ردالمحتار مین ہے وعزاہ صاحب
المصفی الی الامام حمید الدین عن شیخه الامام المحبوبی والی شمس الائمة الحلوانی
وعزاہ فی القنیة الی الحلوانی والنسفی الخ اور تجارت متطاولہ شاہد ہے عوام اگر مشتغل بذکر
نہ ہون مشتغل بفضول کلام وہزل ولغط ہوتے ہین کہ جنائز مین اجماعا مکروہ وممنوع تو ذکر الہی سے
روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہین خصوصا یہان تو حکمائے شریعت علمائے امت نے عدم
منع کو ابتلا بمکروہ اجماعی پر بھی موقوف نہ رکھا بلکہ کہین صرف ذکر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کی فی نفسہ خیریت کہین اوسکے ساتھ امور خیر کی طرف عوام کی قلت رغبت پر بنائے کار
رکھی اور باوصف بیان حکم مسئلہ اونہین منع نہ کرنے کی تصریح کی امام شمس الائمہ کردری وجیز مین
نقل فرماتے ہین۔ ان الذکر بالجهر فی المسجد لا یمنع احترازا عن الدخول تحت قوله
تعالی ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیها اسمه الخ تبیین الحقائق وفتح القدیر
ودرر الحکام وبحر الرائق ومجمع الانهر وغیرہا کتب کثیرہ مین ہے قال ابو جعفر لا ینبغی ان یمنع
العامة عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیرات محیط پھر ہندیہ مین ہے قال الفقیه ابو جعفر
سمعت شیخی ابا بکر یقول سئل ابراهیم عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق والجهر
بها قال ذلك تکبیر الحوکة وقال ابو یوسف رحمة اللہ تعالی انه یجوز قال الفقیه
ولا امنعهم عن ذلك بحر ودر مین ہے هذا کله انما هو بحسب حال الانسان واما العوام
فلا یمنعون من تکبیر وکذا فی التنفل قبلها اه مختصرا طحطاوی وشامی مین زیر قول در
للخواص لکها الظاهر ان المراد بهم الذین لا یؤثر عندهم الزجر غلا ولا کسلا
یفضی بهم الی الترك اصلا غنیہ مین ہے قال الفقیه ابو جعفر والذی عندنا انه
لا ینبغی ان تمنع العامة عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیرات وبه ناخذ یعنی انهم
ان منعوا عن الجهر به لا یفعلونه سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی

یعلم ان الاسرار ھو الافضل رحمانیہ مین ذخیرہ سے ہے ربہ اخذ الفقیہ ابو اللیث
ان عبارات علمار سے یہہ ہی واضح ہو گیا کہ جہر مین کراہت بھی ہے تو نہ اسقدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت
کر سکے و لہذا جب منع جہر مین ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دینگے اور کراہت جہر
لحاظ نکرینگے انصافا یہہ شان صرف کراہت تنزیہہ مین ہو سکتی ہے جسکا حاصل خلاف اولی
نہ کہ ممنوع و ناجائز ہونا کیف وقد علم شرعا ونصوا علیہ ان ترک ذرۃ مما نہی
اللہ تعالے عنہ خیر من نطوع الثقلین۔ بالجملہ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصلحت شرع
ہے فان افسادہ اکثر من اصلاحہ نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر و شرک و ضلال و حرام
کہ نجدیت واضحہ و جہالت فاضحہ ہین مسائل اختلافیہ ائمہ مین حکم بحرمت قطعیہ کا ہی محل نہین چہ جائے
ضلال و کفر والعیاذ باللہ تعالے بفرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہوتا تاہم ایسی احکام
باطلہ کی شناخت اس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تہی یہہ دقایق تدلیس و تلبیس ابلیس لعین سے
کہ آدمی کو نہی عن المنکر کے پردے مین منکر اشد و انکر کا مرتکب کر دیتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم تحفہ اثناے عشریہ مین ہے ہرکہ باوجود اینہمہ قو
جازم نماید بے باک و بے احتیاط ست و ہمین ست شان محتاطین از علماے راسخین کہ در اجتہ
مختلف فیہا جزم باحد الطرفین نمی کنند علامہ عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ مین فرماتے ہین
المسالۃ متی امکن تخریجها علی قول من الاقوال فلیست بمنکر یجب انکا
والنہی عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنہی عنہ اھ ملخصا
واللہ تعالے اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد ن المصطفے النبی الامی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفے احمد رضا خان

ما حققہ مولٰنا مد ظلہ احق بالاتباع



تحریر منیر فاضل اجل عالم اکمل جناب فیضمآب مولانا مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب دامت فیوضہم مدرس اعلی مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما اما بعد

بندہ راقم نے رسالہ جناب مولانا مولوی عمر الدین صاحب دیکھا ماشاء اللہ تعالے مولوی صاحب نے بڑی محنت کی ہے اور تحقیق سے لکھا ہے اگرچہ ہمارے علما فقہار رفع الصوت بالذکر کی کراہت تحریمیہ و تنزیہیہ کی ہمراہ جنازہ کے قائل ہوے ہین لیکن چونکہ اختلاف حالات زمانہ سے احکام مختلف ہو جاتے ہین اور بعض امور جو زمانہ سلف صالح مین مکروہات مین سے تھے اس آخر زمانہ مین مستحسنات مین ہو گئے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح شرح سفر السعادۃ صفحہ ۲۰۲ مین فرماتے ہین آنچہ مصنف ذکر کردہ حق است و احادیث صحیحہ درین باب وارد و اصل سنت در زمان نبوت و خلفاء راشدین و صحابہ ہمین بود لیکن بعد ازان این تکلفات در مقابر پیدا شدہ و مفاخرت و مباہات بدان راہ یافتہ و در آخر زمان بجہت اقتضاء نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشایخ و عظماء دیدہ چیزہا افزودند تا ازانجا ابہت و شوکت اہل اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصا در دیار ہندوستان کہ اعداء دین از ہنود و کفار بسیار اند و ترویج و اعلاے شان این مقامات باعث رعب و انقیاد ایشان است و بسا اعمال و افعال و اوضاع در زمانہ سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان از مستحسنات گشتہ انتہی۔ اس بیان شیخ موصوف سے واضح ہے کہ بعض ایسی چیزین جو زمانہ سلف مین مکروہات سے تہین وہ آخر زمانہ مستحسنات سے بسبب عروض عوارض کے ہو گئے ہین چونکہ لوگون نے مقابر مین تکلفات کرنا شروع کیے اور اوسپر فخر و بڑائیان کرنے لگے اگر بزرگان دین مشایخ کرام و اولیاء عظام کی مقابر کی تعمیر و ترویج نہ کیجاوے تو عوام لوگون کی نظرون مین اونکی شوکت و بزرگی نہ رہیگی جس سے اونکے اعتقاد مین فرق آویگا اس عارض کیواسطے مقابر اولیاء کی تعمیر و ترویج بالعرض مستحسن ہو گئی اور یہہ عارض زمانہ صحابہ رض مین نہ تہا تو اس تعمیر و ترویج مقابر کا استحسان بھی نہ تھا اس قسم کے بہت سے مسائل ہین کہ بنابر عارض کے اون کا جواز و استحسان ہے اور وہ عوارض

زمانہ سلف مین نہ تھے تواون کا جواز واستحسان نہ تھا پس ایسے ہی جہر بالذکر ہمراہ جنازہ کو بھی جاننا چاہیے کہ جب لوگون عوام کا یہہ حال ہوکہ ہمراہ جنازہ کے دنیا کی باتون اور غفلت وہنسی وٹھٹون وقصون کہانیون مین مشغول ہون اور ذکر باجہر کے سبب سے وہ ایسے امور ناجایز سے باز رہتے ہون یا ہنود ویہود ونصاریٰ ومجوس کی نظرون مین اس ذکر جہر سے اہل اسلام کی شوکت معلوم ہو تو یہہ ذکر جہر بھی اس عارض کی سبب سے اس زمانہ مین درست وجایز ہے اور ہمارے فقہاء وعلماء جو بعض مکروہ تحریمہ اور بعض تنزیہہ فرماتے ہین تو قطع نظر ایسے عارض کے فرماتے ایسے عارض کا تحقیق اونکے زمانہ مین بھی ہوتا تو وہ بھی مکروہ نہ فرماتے جیسے اجرت علی التعلیم کا مسئلہ ہے کہ جس ضرورت ووجہ کی سبب سے اجرت علی التعلیم ونحوہا اس زمانہ مین درست ہے وہ ضرورت ووجہ زمانہ ہمارے ائمہ مین نہ تھی اب بعد کو متحقق ہوئے اگر وہ ہمارے ائمہ کے زمانہ مین بھی متحقق ہوتے تو وہ بھی اس اجرت علے التعلیم کی مجوز ہوتے پس جواز اجرت علے التعلیم مذہب حکما ہمارے امام کا ہے چنانچہ شامی جلد ثانی صفحہ ۵۹ مین ہے قال الاستجار اعلی الطاعات کالتعلیم ونحوہ لم یقل بجوازہ الامام ولا اصحابہ وافتی بہ المشایخ للضرورۃ التی لوکانت فی زمان الامام لقال بہ فیکون ذلک مذہبہ حکما پس ایسے ہی جہت ذکر جہر ہمراہ جنازہ ایسی ضرورت ووجہ کی سبب سے ہوکہ وہ ضرورت ووجہ ہمارے مشایخ کی زمانہ مین نہ تھی اور اب ہے اور یہہ ضرورت ووجہ ہمارے مشایخ مذہب کے زمانہ مین بھی ہوتے تو وہ بھی اس کو بالعرض جایز فرماتے تھے تو یہہ ذکر جہر بھی ہمارے مشایخ کا مذہب حکما ہوا۔ پس یہہ ذکر جہر ہمارے زمانہ کا جسمین ایسے ضرورت ووجہ ہمارے مشایخ مذہب حکما ہوا۔ پس یہ ذکر جہر ہمارے زمانہ کا جس مین ایسے ضرورت ووجہ پائی جاوے ہمارے ائمہ ومشایخ مذہب کے فرمانے کے مخالف نہین ہے بلکہ حکما موافق ہے ایسے ہی اگر اس ذکر جہر کے عادت عامہ ہونے کا ثبوت ہو جاوے تب بھی بدلیل ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یہہ اس زمانہ مین مستحسن ہے اور مکروہ تحریمہ فرمانا مشایخ کا زمانہ سابق اوسکو مضر نہین کیونکہ تعامل الناس ملحق بالاجماع ہے جس سے نص بھی مخصوص وقیاس متروک ہو جاتا ہے بعض وجوہ دوسری بھی اس کے

جواز کے نکل سکتے ہین لیکن اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم

حررہ المفتقر الی ربہ القدیر محمد نذیر المعروف بنذیر احمد خان عفی عنہ

محمد نذیر ۱۲۹۰
پی مفسدان م

الجواب صحیح

کتبہ عبد الرحیم عفی عنہ

تواریخ وصال حضرت اعلیٰ واقدس رئیس الفضلا راس العرفا مولانا مولوی عبید اللہ صاحب قدس سرہ مدرس اعلیٰ جامع مسجد بمبئی از تصنیف بلیغ فاضل اوحد کامل تاج الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان حفظہ اللہ الرحمن عن شرور الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم احمدہ واصلی علی السید الحلیم

تواریخ الحین

مؤارخۃ وفاۃ الحمید فی الکونین ۱۳۱۵ | غریر الطیب الجاہ ۱۳۱۵ | مولانا الفاضل الحمید عبید اللہ ۱۳۱۵
غفر لہ ۱۳۱۵ وبرد بدیم فضلہ منزلہ ۱۳۱۵ | وکرم بجنۃ اضیافہ نزلہ ۱۳۱۵ | ونور یا علی نورہ مدخلہ ۱۳۱۵

عبید اللہ قد سبقا
نادلہ بایدید
عبید اللہ فی مصرہ
عبید اللہ عند اللہ ۱۳۱۵

بشرق مجدہ الفلقا
بہنا باب الہوی غلقا
بہ حنک الہوی شرقا
فی الفردوس فی الرفقا
وطیبہ بریع رضا ۱۳۱۵

جزاہ قدیرہ بلقا
عبید اللہ فی عمرہ
عبید اللہ فی ربی
تقاء لنا واوجب من
کامدہ الرضا عبقا

کارثہ الہدی بلقا ۱۳۱۵
بہ صبح الہدی شرقا ۱۳۱۵
بحسن تقی وزین نقی ۱۳۱۵
انار بدرہ افقا ۱۳۱۵

تاریخ اخر

اثرحت سنۃ غراء ضر تہا
امرقامت الساعۃ الدہماء نفخت

امر فہجت بدعۃ ضراء غرتہا
قبل القیامۃ فی لنا قور نفختہا

ماذا اعترى بنبئ ما ذا اترى طرءٔ | تبدلت بالاسى والحزن فرحتها

عهدى بها فى ديار الهند غانية | تخلى وتجلى فتجلو العين جلوتها

نعم أحدّت وما حدّت فقد فقدت | بعلا به كان جدوتها وجودتها

لعاشر من جمادى خمسه جمدت | عين لفيض وعين فاض عبرتها

يوم الخميس خميس الدين قد خمسا | سبقت لسياق سياق الحين ساقتها

يوم الكواكب والأرجاء قاتمة | كانما أغشيت بالليل ضحوتها

ليت المنية إفجاءت لركن هدى | استبدلت منه جمعا فيه منيتها

قد كان هينا علينا ان نفاديها | لما بسبعين اوما فيه اوبتها

لكنها امر حتم لا مرد له | ولا تعقب اذ حانت قضيتها

الانس والجن والاملاك كلهم | كانوا فدا المصطفى لو ساغ فديتها

فالصبر مفزعنا والله مرجعنا | ونعم عدلا العلى نعمت علاوتها

اما علمت عبيد الله ان ثلمت | وفاتك الشرع لا تنسد ثلمتها

قد كنت فى لمضر نصر الدين فانتشرت | بك الينا شرمة ثم ندوتها

ناجدت نجدية يا نجد مجد هدى | فنجدها بك منجود ومجدتها

غدت بك السنة الزهراء ناعمة | حظ وفوز وفيض منك تحفتها

عادت بك الفتنة الصماء نائمة | غيظ وغيظ وفيظ منك حصتها

جزاك ربك فى الفردوس اجرية | تنمى وتنمى ولا تنمى جزالتها

ولن يضيق رسول الله جاهك به | فانت من جودك الدنيا وضرتها

قال الرضا لك فى التاريخ مبتهلا | اتاك من ربك الحسنى وبهجتها

١٣١٥

بنيت نظمى على هاء الضمير كما | رائ جماهيرهم والتاء حليتها

وفيه متسع كالياء تلزم فى | طالب وصاحب ومبنى لقول لفظتها

هذا وما للرضا فى الشعر شرع رضا
شرعى الشريعة شعرتها وشرعتها

Ivory
Parchment
Maroon
Cypress
Peat
Nil

Bk29.

Pontdas
Lupin
Grey
Sakala
Sandal
Almond
Juniper

Gretna Green
Guardsman Red
Chicago
Jacobean
Naples
Lido